ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

بانی: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

19/9

ایڈیٹر
مجاہد الحسینی



بدل اشتراک
سالانہ ——— ۱۸ روپے
ششماہی ——— ۱۰ روپے
سہ ماہی ——— ۵ روپے

فی شمارہ ۴۰ پیسے

جلد نمبر ۱۹ ——— شمارہ نمبر ۹

۲۵ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ ، ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء

زین الدین

ان الدین عند اللہ الاسلام

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

شیرانوالہ دروازہ لاہور ——— فون نمبر: ۶۷۵۴۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (رواہ الخمسۃ الا ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ تم میں کوئی شخص اس وقت تک پورا پورا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی بات پسند نہ کرنے لگے جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم وغیرہ)

تشریح: کہنے کو تو یہ مختصر سی بات ہے لیکن اس پر عمل کی توفیق اس وقت تک میسر نہیں آسکتی۔ جب تک کہ انسان کا ایمان کامل نہ ہو جاتے۔ یہ صفت انسانی کمالات کی ایک معراج ہے اور اس کی دلیل ہے کہ اب اس کا نفس پورے طور پر مدارج تہذیب طے کر چکا ہے۔ اس میں خود غرضی اور طمع کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔ اسی کے لیے تمام ریاضات و مجاہدات کیے جاتے ہیں اور یہی شریعت کے اوامر و نواہی کا بلند مقصد ہے۔ غالباً صوفیائے کرام اسی کو مرتبہ فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ صفت بھی فنا کے اثرات میں ایک اثر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ ھٰؤُلَاۗءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔ (رواہ احمد والترمذی وقال ھٰذا حدیث غریب)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتادے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار کرائیں۔ فرمایا حرام باتوں سے دُور رہنا بڑے عبادت گزار بندے شمار ہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا بڑے بے نیاز ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرتے رہنا مومن بن جاؤ گے اور جو بات اپنے لیے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرنا کامل مسلمان بن جاؤ گے اور بہت قہقہہ نہ لگانا کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (مسند احمد ترمذی)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ لِسَانَکَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ وَتَکْرَہَ لَھُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِکَ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ایمان کے متعلق دریافت کیا جو سب سے بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کیلیے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھنا اور اپنی زبان کو ہمہ وقت یادِ الٰہی میں لگائے رکھنا۔ پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کیا عمل بہتر ہے۔ فرمایا۔ جو اپنے لیے پسند کرنا وہی سب کے لیے پسند کرنا اور جو اپنے لیے برا سمجھنا وہی سب کے لیے برا سمجھنا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحَاسِنُھُمْ اَخْلَاقًا الْمُوَطَّئُوْنَ اَکْنَافًا لَمْ یَبْلُغْ عَبْدٌ حَقِیْقَۃَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ وَحَتّٰی یَاْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔

(اخرجہ ابن عساکر وفیہ کوثر بن حکیم متروک لکن لہ شواھد بلغہ مرتبۃ الحسن)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمام مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے افضل مومن وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر ایک کے سامنے متواضع اور جھکنے والے ہیں۔ کوئی شخص ایمان کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ سب کے لیے وہی پسند نہ کرنے لگے جو اپنے پسند کرتا ہے۔ اور جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے مامون نہ ہو جائے۔

تشریح: اپنے نفس اور عام مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھنا درحقیقت نصح اور خیر خواہی کا سب سے بڑا جز ہے۔ یہ صفت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب کہ سینہ حسد، بغض، کینہ اور ہر قسم کے کھوٹ سے پاک وصاف ہو جائے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قَالَ: اِنَّ حُبَّھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ۔ رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن ورواہ البخاری فی صحیحہ تعلیقا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سورت یعنی "قل ھو اللہ احد" کو محبوب رکھتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا محبوب رکھنا تجھ کو جنت میں داخل کرے گا۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، اِنَّھَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ۔ (رواہ المسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورت) "قل ھو اللہ احد" کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ کہ یہ (سورت) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مکانات کو مقبروں کی مانند نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اس مکان سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

خدام الدین

۲۵ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ
۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء

جلد ۱۹ شمارہ ۹



زیر الادارۃ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

بلوچستان میں قادیانیوں کی پراسرار سرگرمیاں

بلوچستان میں قادیانی جماعت کی طرف سے تحریف کردہ قرآن کریم کی تقسیم پر جو ہنگامہ اور فساد برپا ہوا اس کی تفصیلی خبر خدام الدین کے دیگر صفحات پر شریک اشاعت ہے۔ بلوچستان میں سیاسی اعتبار سے جو کبڈی کھیلی جارہی ہے اس سے ہمیں کچھ زیادہ سروکار نہیں ہمارے پیش نظر دینی اور مذہبی پہلو ہے کہ بلوچستان میں مرزائیوں نے قرآن حکیم کے ترجمہ یا تفسیر میں تحریک کرکے موجودہ نازک حالات میں تقسیم کرنے کی جسارت کیوں کی ؟

اس اشتعال انگیز اقدام کے اسباب و محرکات کیا ہیں ؟ قادیانیوں کا اس سے مقصود بلوچستان میں افراتفری اور اشتعال پیدا کرکے صوبہ کو پاکستان سے الگ کرانا تو نہیں۔ کیونکہ قادیانی جماعت کے سربراہ ایک مدت سے بلوچستان کو الگ احمدی صوبہ بنانے کا اعلان کرتے چلے آتے ہیں اور ان کے اس اعلان پر پاکستان کے مسلم لیگی ارباب اقتدار کو بارہا متوجہ کیا گیا مگر یہ احتجاج "صدا بصحرا" سے زیادہ کوئی حیثیت اختیار نہ کرسکا۔

آج بلوچستان کے سیاسی حالات نہایت خطرناک اور نازک صورت اختیار کر گئے ہیں۔ ٹھیک ان دنوں وہاں کے باشندوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی جسارت کرنا معنی خیز ہے۔

فوج میں قادیانی عمل دخل کے بل بوتے پر حکومت کا تختہ الٹنے کی بابت ملک میں ایک عرصہ سے چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ قادیانیوں کی نیم فوجی تنظیم "فرقان فورس" ملک میں گڑبڑ پیدا کرنے کے لیے مسلح ہو کر میدان میں کود پڑی ہے — قادیانی حضرات کان کھول کر سن لیں کہ پاکستان کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے یا بلوچستان کو الگ احمدی صوبہ بنانے کی ناپاک کوشش میں کامیابی پاکستان کے چھ کروڑ فرزندان اسلام کی لاشوں پر ہی ہوسکتی ہے۔

پاکستان کے وزیر داخلہ صاحب ان دنوں جن کی توجہات اور نظر کرم کا مرکز آزاد کشمیر ہے — انہیں بلوچستان کی اس صورت حال کا بھی جائزہ لینا چاہیئے۔ اور یہ ان کا فرض منصبی ہے کہ وہ ان اسباب و محرکات کا پس منظر معلوم کرکے قوم کو آگاہ کریں کہ اس علاقے میں قادیانیوں نے تحریف کردہ قرآن مجید کو تقسیم کرنے کی جسارت کیوں کی ؟ اور ان کا مقصود کیا تھا ؟ خبر کے مطابق حکومت نے قرآن مجید کے تحریف کردہ نسخے تقسیم کرنے والوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ یہ گرفتاری ان افراد کے جانی تحفظ کے لیے ہے یا سزا کے لیے۔ قوم اس سوال کا بھی جواب چاہتی ہے۔

● مسلم لیگ کا حشر

برصغیر پاک و ہند میں صرف مسلم لیگ ہی واحد جماعت ایسی تھی جسے اس دعوے کا شرف حاصل تھا کہ وہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور اہل اسلام کے مفادات کا تحفظ کرنے کا صرف اسے ہی حق پہنچتا ہے۔ قوم بھی اس نعرے اور اس دعوے میں مسلم لیگ کی ہمنوا تھی مگر صرف بیس، پچیس سال کے دوران اس مسلم لیگ کا کیا حشر ہوا کسی مخالف نے نہیں بلکہ خود مسلم لیگ کے اپنے ہی ترجمان روزنامہ نوائے وقت لاہور نے مسلم لیگ کے حشر کے عنوان سے اداراتی نوٹ میں لکھا ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ مسلم لیگ نے خود ہی اپنے آپ کو ختم کیا ہے اس جماعت کے زعماء کی انا پرستی دھڑے بندی اور خود غرضی نے اسے ختم کیا ہے اور قیام پاکستان کی عہد آفریں تحریک چلانے والی یہ جماعت خود اپنے اکابرین کی بداعمالیوں اور دھڑے بازیوں کی وجہ سے ختم ہوئی ہے۔ پہلے میاں ممتاز دولتانہ اور نواب ممدوٹ مرحوم کی آویزش نے اس کے قلب میں شگاف ڈالے۔ پھر میاں ممتاز دولتانہ اور شوکت حیات خاں کی چپقلش اس کی کمزوری کا موجب بنی اور رہی سہی کسر میاں دولتانہ اور خان قیوم خاں کی انا پرستی نے نکال دی اس طرح بعض دوسرے اکابرین نے بھی خود غرضی اور خود پرستی کے باعث مسلم لیگ کو تباہ کیا۔ (نوائے وقت لاہور ۱۳ر جولائی ۷۳ء)

مسلم لیگ کے ترجمان معاصر نوائے وقت کو لیگی رہنماؤں کی خود غرضی، انا، نفس پرستی وغیرہ ۲۵ سال بعد نظر آئی ہے اور چند شخصیات ایسی بھی تھیں جنھوں نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کا نظام حکومت ایسے افراد کے حوالے کرنا چاہیئے جن کا دامن ان برائیوں اور قباحتوں سے پاک ہو جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ پیدا کیا کرتی ہیں۔ اور وہ اپنے مشن، حصول مقصد اور پاکستان کو صحیح اسلامی ریاست بنانے میں واقعی مخلص ہوں لیکن انہی کرم فرماؤں نے اپنے ہر مخلص مشیر اور

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

پاکستان میں قادیانیوں کے اثر و رسوخ پر

مکہ معظمہ کے اخبار کا ادارتی نوٹ

كلمة حق

كان لابد ان يتحرك العلماء فى مكة المكرمة والمدينة المنورة ، ليقولوا رأى العلم والدين فى هذه الفرقة الضالة (القاديانية) وقد سبق ان بحثت مكانة هذه الفرقة من المجتمع الاسلامي والعقيدة الاسلامية ، فاصدر علماء الهند وباكستان فتاواهم بانها فرقة ضالة ومضللة وخارجة عن الاسلام ، لادعائها بنبوة ميرزا غلام احمد القاديانى وانه المسيح الموعود الذى بشر به خاتم الرسل محمد صلى الله عليه وسلم ..

ولقد صدرت عدة كتب باقلام كبار العلماء والمفكرين فى امتنا الاسلامية عن هذه الفرقة وكفرها وضلالها .. من اشهرها كتاب الداعية الاسلامي استاذنا (ابو الحسن على الحسنى الندوى) ، وهو كتاب متداول فى عالمنا الاسلامي والعربى ..

ولكن ان تبقى هذه الفرقة متسلطة بنفوذها على الحياة فى باكستان الشقيقة ، فهو امر يحتاج الى اهتمام كبير من قبل جميع الحكومات الاسلامية .

فطبقا للمعلومات التى توفرت لدينا عن تسرب القاديانيين فى الحكومة المركزية الباكستانية ، بشكل يهدد امن المبادئ الاسلامية العظيمة التى قامت عليها هذه الدولة ، وضحى ابناؤها واستشهدوا فى سبيلها ..

ان من المؤسف ان يتسرب عدد كبير من هؤلاء القاديانيين الى المراكز الحساسة فى الباكستان فهناك اكثر من ۳۲ ضابطا يشغلون مراكز حساسة فى قيادة الجيش الباكستانى بفروعه الثلاث ، البرية والجوية والبحرية ، موزعين كالتالى : ۱۰ فى قيادة القوات البرية و ۹ فى قيادة سلاح الجو ، و ۱۳ فى قيادة سلاح البحرية .

بالاضافة الى انه — لاول مرة — يحدث فى تاريخ الباكستان ان يجرى تعيين ۷ من القاديانيين فى الهيئة التشريعية المركزية ، حيث لم يحدث هذا قط منذ استقلال باكستان .. مما يشير الى تساهل المسئولين تجاه هذه الاقلية غير الاسلامية وتسليمها المراكز الحساسة فى البلاد ..

بل ان من المعلومات الخطيرة ان يكون خلف قائد جيش باكستان الجنرال تيكا خان .. قاديانى ..

انه لامر مؤسف ان يحدث هذا ، غير اننا نامل ان تقوم حكومة بهوتو الاسلامية الواعية للاخطار التى تهدد امن باكستان ووحدة اقاليمها ، فى ان تقدم على تصفية صفوفها من هؤلاء المندسين .. وتضعهم فى اماكنهم الصحيحة كاقليات غير اسلامية فى الباكستان ..

وقد كان للقرار التاريخى الحكيم لحكومة آزاد كشمير عميق الاثر الطيب فى نفوس المسلمين ، ولا شك ان رأى العلماء فى الحرمين الشريفين له اثره فى وقف اباطيل هذه الفرقة الضالة وخداعها للمسلمين ولغيرهم ..

محمد محمود حافظ

ہفت روزہ "اخبار العالم الاسلامیہ" نے جو کہ مکہ معظمہ سے شائع ہوتا ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اخبار نے اپنے حالیہ شمارہ میں قادیانیت اور پاکستان کے بارے میں ایک خصوصی مقالہ شائع کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں یہودیت کے آلہ کار مسلم دشمن طاقت کا تسلط اور نفوذ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی طرف تمام اسلامی حکومتوں کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ ہمیں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق پاکستان کی مرکزی حکومت اور اس کے مختلف شعبوں میں قادیانیوں کا اثر و نفوذ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے لیے ایک خطرہ بن چکا ہے۔ یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد پاکستان کی کلیدی اور اہم عہدوں پر قابض ہے۔ پاکستان کی دفاعی سروسز میں بتیس ۳۲ سے زیادہ ذمہ دار شخصیتیں اس فرقے سے تعلق رکھتی ہیں اور پاکستان کے ذمہ دار افراد کے تساہل کی وجہ سے اس فرقے کو پاکستان کے اہم مراکز پر قبضہ کرنے کا موقع ملا ہے۔

لیکن ہمیں صدر بھٹو کی اسلامی حکومت سے امید ہے کہ وہ ان خطرات سے واقف ہے جو پاکستان کے امن اور صوبوں کے اتحاد کو چیلنج کر رہے ہیں اس لیے وہ امت مسلمہ کی صفوں کو اس فرقہ کی ریشہ دوانیوں سے پاک کرے گی اور اس فرقے کو بحیثیت غیر مسلم اقلیت کے وہ مقام دے گی جس کے وہ مستحق ہیں۔

اخبار و افکار

قرآن کریم میں تحریف: مرزائیوں کی ایک اور جسارت

آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کے پاس کرنے کے بعد کہ میرزائی ایک غیر مسلم اقلیت ہیں، حکومت پاکستان کے بعض ذمہ دار اپنے طرز عمل سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ یہ ایک "فرقہ وارانہ" مسئلہ ہے اور اس سے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوگا اس لیے لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا وہ جلسہ حکومت نے منسوخ کر دیا جو مذکورہ فیصلے پر آزاد کشمیر اسمبلی کے ارکان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے منعقد ہو رہا تھا۔ اور اب اس بہانے یہ حکومت سیاسی جلسوں کے انعقاد کی اجازت دینے میں بھی تامل کر رہی ہے۔ ۱۳ مئی کو لاہور میں متحدہ محاذ کا جلسہ تھا جسے پروگرام کے مطابق گول باغ میں ہونا تھا لیکن افسران بالا نے اس سلسلہ میں پہلے تو یہ یقین دہانی حاصل کرنے کی کوشش کی کہ اس میں "فرقہ واریت" کو ہوا نہیں دی جائے گی۔ اور جب یہ یقین دہانی بھی کرا دی گئی کہ یہ خالص سیاسی جلسہ ہوگا۔ تب بھی اس کی اجازت نہیں دی گئی۔

حالانکہ سیدھی سی بات ہے۔ کہ مرزائیت کے بارے میں اس بات کا اظہار کہ مرزائی ختم المرسلین کے قصر رفیع الشان میں نقب زنی کے مجرم ہیں۔ اور ایک نئی نبوت کے ظہور پر ایمان لانے کی وجہ سے امت مسلمہ کے متوازی ایک الگ امت ہیں اور ان کے عقاید و افکار اور مقاصد و مناہج سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں سے الگ اپنا تشخص رکھتے ہیں، نہ "فرقہ واریت" کا اظہار ہے اور نہ اس کا "فرقہ وارانہ" مسئلہ سے ہی کوئی تعلق ہے۔ مرزائی سرے سے اسلامی فرقہ ہی نہیں وہ یہودیت و عیسائیت کی طرح ایک الگ مذہب اور ایک الگ تشخص کے خواہاں ہیں۔ ان کا اپنے آپ کو اسلامی فرقہ ظاہر کرنا ان کے عقاید کا نتیجہ نہیں ان کی سیاسی مصلحتوں کا شاخسانہ ہے اور حکومت کا انہیں اسلامی فرقہ ہی باور کرنا اور کرانا عقل و منطق کا تقاضا نہیں بلکہ سراسر تحکم و دھاندلی ہے۔

مرزائی آئے دن ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں جن سے ایک طرف تو ان کے مخصوص عقاید و افکار کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں میں ان سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اب ایک تازہ اشتعال انگیزی انہوں نے یہ کی ہے کہ قرآن میں تحریف کر کے یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کا نام بھی قرآن میں ہے۔ چنانچہ ربوہ کا شائع کردہ ایک کتابچہ بعنوان "دینی معلومات" ہے اس میں سوال و جواب کے انداز میں میرزائی عقائد کی تبلیغ و توضیح کی گئی ہے اس میں ایک سوال کا جواب یہ ہے جسے معاصر اخبار ہفت روزہ "چٹان" (۱۳ مئی ۱۹۷۳ء) نے شائع کیا ہے۔

سوال: "قرآن حکیم میں جن انبیاء کے اسماء کا ذکر ہے بیان کریں؟"

جواب: حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، لوطؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، الیاسؑ، ذوالکفلؑ، الیسعؑ، ادریسؑ، ایوبؑ، زکریاؑ، یحییٰ، لقمانؑ، عزیرؑ، ذوالقرنین علیہم الصلوٰۃ والسلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام" (ص ۶-۷)

دیکھا کس ڈھٹائی اور بے شرمی سے انہوں نے قرآن میں انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد علیہ ما علیہ کو انبیاء علیہم السلام کی جلیل القدر فہرست میں شامل کر دیا ہے حالانکہ یہ شخص شاید انسانوں کی فہرست میں بھی شمار کیے جانے کے قابل نہ ہو۔

اس قرآنی تحریف اور میرزائیوں کی اس جسارت پر ہم مسلمانوں کے دل جس قدر مجروح ہوئے ہیں واقعہ یہ ہے کہ اسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔

مذکورہ سوال و جواب کی عبارت ہم نے اپنے دل پر پتھر کی سل رکھ کر نقل کی ہے ورنہ صورت حال تو یہ تھی کہ

ع قلم کانپا، زبان تھرا اٹھی اظہار سے پہلے

کیا حکومت کو بھی مسلمانوں کے ان جذبات کا کچھ پاس و لحاظ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ اس دجل و تحریف کا نوٹس کیوں نہیں لیتی؟ ان اشتعال انگیزیوں سے میرزائیوں کو کیوں نہیں روکتی؟ جب مسلمان ان کی ان حرکات ناشائستہ اور جسارت بے جا کے پیش نظر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہیں تو حکومت کو یہ معقول مطالبہ تو اشتعال انگیزی نظر آتا ہے لیکن ان کی ان جسارتوں میں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

آیتِ کریمہ

حسب سابق رجب المرجب کی پہلی جمعرات بمطابق ۲ اگست جامع مسجد شیرانوالہ میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر میں آیت کریمہ کا ورد ہوگا

اجتماع
جمعۃ المبارک
۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء
مرتب
عبدالرشید انصاری

نفس اور اہلِ باطل کی برائیوں کے خلاف جہاد لازمی ہے

جہاد چھوڑ دینے سے ذلت و ناکامی کا سامنا کرنا پڑیگا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی: اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (سورہ حج رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی۔

مسلمان دنیا میں عدل و انصاف اور حق و صداقت کی بالادستی قائم کرنے کے لیے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے منکرات اور برائیوں کے مٹانے کا فریضہ سونپا ہے اور فرائض کے معاملہ میں اس کی ہمت سے زیادہ اس پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اسے حکم دیا گیا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو۔ جیسے کہ جہاد کرنے کا تم پر حق ہے۔

بلاشبہ ہر انسان کی اپنی انفرادی اور ہر قوم و ملت کی اجتماعی زندگی کوشش اور جدوجہد سے عبارت ہے۔ ابقائے حیات اور وسائل معیشت کے حصول کے لیے محنت و مشقت کرنا ہر شخص کے لیے لازمی ہے اور یہ دنیا تو مصائب و مشکلات انقلابات اور تبدیلیوں کا گھر ہے۔ امن چین

اسلام پر ظلم و زیادتی کا الزام لگانے والے دراصل خود سفاک مجرم ہیں۔ وہ اہل اسلام پر ہر طرح کا ظلم روا رکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں اسلام سے بھی برگشتہ کرنا چاہتے ہیں

اور اطمینان و راحت کا اصل مقام نیکو کاروں کے لیے آخرت میں ہے۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ (دنیا مومن کے لیے قید اور کافر کے لیے جنت ہے) کیونکہ موت کے بعد مومن دنیا کی مصیبتوں، پریشانیوں اور رنجشوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاتا ہے اور کافر موت کے بعد عذاب الٰہی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گرفتار ہو جاتا ہے۔ چونکہ کافر آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دنیا اس کے لیے آزادی اور عیش و نشاط کا مقام بنی رہی اور مومن آخرت میں خوشیوں، ابدالآباد نعمتوں اور آزادی و نشاط سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے دنیا پابندیوں، پریشانیوں اور مصائب و آلام کی جگہ تھی۔ اس دنیا میں عام لوگ تو محض اپنے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس، جہاد اکبر ہے

دنیاوی فائدے کے حصول اور دفع مشکلات کے لیے کوشش کرتے ہیں لیکن مومن کی تمام تر جدوجہد اور محنت و مشقت دین و ملت اور حق و انصاف کے لیے ہوتی ہے وہ سربکف میدانِ عمل میں آتا ہے۔ پھر اولاد، بیوی، والدین دوسرے رشتہ دار و احباب، مال، جائیداد، عہدہ و منصب حتیٰ کہ اس کی اپنی جان عزیز بھی اس کا راستہ روکنے میں ناکام ہو جاتی ہے اور اللہ کی راہ میں ان چیزوں میں سے کسی کو بھی قربان کر دینا اس کے لیے کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ یہ جہاد مخالفین کے علاوہ اپنوں سے بھی کرنا پڑ جاتا ہے جب وہ رکاوٹ بنیں۔ جہاد بالکفار جہادِ اصغر ہے اور جہاد بالنفس جہاد اکبر ہے۔ جب تک مومن اپنی نفسانی خواہشات اور مرضیات پر کنٹرول حاصل نہیں کرے گا اور نفس کی تابعداری اور فرمانبرداری کی بجائے اسے مرضیات الٰہی اور احکام شریعت کے تابع نہیں کر دے گا۔ اس وقت تک ہر لمحہ یہ خدشہ رہے گا کہ راہ حق میں قدم ڈگمگا جائیں اور ایمان متزلزل ہو جائے۔

افسوس کہ آج مسلمانوں نے جہاد کی اصل تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ وہ فریضہ ہے جس کے بغیر اسلام نامکمل رہتا ہے اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے پہلو تہی کر کے جس ذلت و رسوائی اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس سے بھی سبق حاصل نہیں کیا جا رہا ہے۔ خلیفہ اول جانشین پیغمبر اسلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرامؓ نے جب اتفاق رائے سے عنان خلافت سونپی تو آپ نے اپنے سب سے پہلے خطاب میں ارشاد فرمایا:

"آپ حضرات نے مجھے خلیفہ اور امیر مقرر کیا ہے۔ حالانکہ میں اپنے اندر اس قدر قابلیت نہیں رکھتا۔ یاد رکھو۔ کہ میں انسان ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں احتیاط کروں اور محال نہیں ہے اگر برائی کر دوں لہٰذا تم میرے اچھے کاموں میں مدد و معاون بنو اور برے کاموں سے مجھے روک دو۔ مجھے سرزنش کرو۔ بلاشبہ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے صدیق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ تم میں سے جو ضعیف ہے وہ میری نظروں میں قوی ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کی حق رسی کروں۔ اور جو قوی ہے وہ میری نظروں میں کمزور ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے حق لے لوں"

اسی خطبے میں آپ نے یہ ارشاد بھی فرمایا۔۔۔

"مسلمانو! جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو

جہاد کا مقصد یہ ہے کہ نفس اور اہل باطل کی برائیوں سے جہان کو پاک کر دیا جائے

اور

مخلوقِ خدا کو ان کے شر اور ظلم و زیادتی سے بچایا جائے

ترک کر دیتی ہے وہ ذلت و خسران کے تنگ و تاریک غاروں میں گر جاتی ہے اور جو قوم بدکاری میں مبتلا ہو جاتی ہے خدائے قدوس اس پر نزول مصائب کرتا ہے۔

اے مسلمانو! یاد رکھو کہ جب تک میں خدا تعالیٰ

اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتا رہوں - اس وقت تک تم میری متابعت و فرمانبرداری کرو اور جب راہ مستقیم سے میرے قدم ادھر ادھر بہکیں تو میری اطاعت نہ کرو کیونکہ گمراہ کی پیروی گمراہی ہے"۔

اور یہ ارشاد بھی حضرت صدیق اکبرؓ کا ہی ایک اور موقعہ کا ہے کہ:

"جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس جہاد اکبر ہے"

یعنی مقصد جہاد یہ ہے کہ نفس اور اہل باطل کی برائیوں سے جہان کو پاک کر دیا جائے اور مخلوق خدا کو ان کے شر اور ظلم و زیادتی سے بچایا جائے مگر غیر مسلم اقوام خصوصاً عیسائی مستشرقین اسلام پر یہ الزام لگاتے نہیں تھکتے کہ اسلام جبر و استبداد کا مذہب ہے، ظلم و زیادتی سے دنیا میں پھیلا ہے۔ وہ بالجبر لوگوں پر حکومت قائم کرتا ہے حالانکہ یہ لوگ آج تک ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکے کہ فلاں جگہ پر فلاں شخص نے تلوار کے ڈر سے اسلام قبول کیا یا فلاں ملک کے باشندے مسلمان حکمرانوں کے جلالی منصب سے خوف زدہ ہو کر اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو گئے - یہ سراسر بہتان طرازی اور افتراء پردازی ہے کیونکہ اسلام نے اپنے پیروؤں کو وسعت سلطنت، جلب منفعت اور ذاتی اغراض کے لیے تلوار اٹھانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ اور چودہ سو سال کی تاریخ شاہد ہے کہ مجاہدین اسلام نے صرف اور صرف دفع شر اور استیصال ظلم کے لیے ہتھیار اٹھائے ہیں۔ برعکس اس کے عیسائی حکمرانوں اور نصرانی جنگ بازوں کا کردار بھی ملاحظہ فرما لیا جائے کہ انہوں نے بے گناہ انسانوں پر کس قدر ظلم توڑے ہیں - معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں کو کس طرح خاک و خون میں تڑپایا ہے۔

ہندوستان پر قبضہ جمانے کے بعد یہاں کے باشندوں پر وہ کون سا ظلم ہے جو ڈھایا نہیں گیا۔ ۱۸۵۷ء میں دہلی فتح کرنے کے بعد انگریزی فوج سات روز تک لوٹ مار اور قتل و غارتگری میں مصروف رہی - فوجیوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی تھی کہ وہ جس گھر سے جو چاہیں لوٹ سکتے ہیں - اس دوران امن و آشتی کے علمبرداروں اور اسلام پر ظلم و زیادتی کا الزام لگانے والوں کو بے گناہ عورتوں کی عصمتیں لوٹتے اور بچوں بوڑھوں کو تہ تیغ کرتے وقت یہ بھی یاد نہ رہا کہ ان کے عیسائی مذہب کی تعلیمات یہ ہیں کہ "جو کوئی تیرے منہ پر تھپڑ مارے تو دوسرا رخسار بھی اس کے سامنے کر دے اور جو کوئی تیری قمیص اتارے تو اپنا جبہ بھی اسے دے دے"۔

جاپان میں ہیروشیما پر ایٹم بم گرانا شاید ان کے نزدیک انہی نصرانی تعلیمات کا تقاضا تھا۔ اور برس ہا برس تک ویتنام میں آگ و خون کا جو کھیل کھیلا گیا عیسائی مستشرقین اس کے متعلق شاید یوں کہیں گے کہ وہاں کے باشندوں میں روح نہیں - اس لیے ان پر آگ برسائی جا سکتی تھی۔

بہرحال اسلام پر ظلم و زیادتی کا الزام لگانے والے دراصل خود سفاک مجرم ہیں وہ اہل اسلام پر ہر طرح کا ستم روا رکھنے کے ساتھ انہیں اسلام سے بھی برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔

دریں حالات ہمارا یہ فریضہ ہے کہ ہم مضبوطی کے ساتھ اسلام کا دامن تھام کر نفسانی، معاشرتی، گھریلو، خاندانی اور ملک کی اندرونی، بیرونی برائیوں کے خلاف علم جہاد بلند کریں - اگر ایسا کرنے کے لیے ہم اب بھی تیار نہ ہوئے تو پھر حضرت صدیق اکبرؓ کا فرمان بالکل صحیح اور برحق ہے کہ "جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے وہ ذلت و رسوائی اور ناکامیوں کے غاروں میں گر جاتی ہے - ان ہولناک نتائج سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ جَاهِدُوا فِی اللہِ حَقَّ جِهَادِہٖ کے خدائی حکم پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین -

افغانستان میں انقلاب!

پاکستان کے سوا ہمارا کسی سے جھگڑا نہیں

★ نئے حکمران کا پہلا بیان

پشاور ۱۷ر جولائی (اپ پ پ ا) افغانستان کے سابق وزیراعظم سردار داؤد نے فوج کی مدد سے شاہ ظاہر شاہ کی حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار سنبھال لیا ہے اور ملک کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا ہے - کابل ریڈیو نے اطلاع دی ہے کہ ملک میں اسلحے لے کر گھومنے کی ممانعت کر دی گئی ہے - سارے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی ہے نئی فوجی حکومت نے احکام جاری کرنے شروع کر دیے ہیں اور انتباہ کیا ہے کہ انقلابی حکومت کے احکام کی خلاف ورزیاں کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی - سردار داؤد نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کارروائی میں انہیں فوج کی مکمل حمایت حاصل تھی اب تک جو اطلاعات ملی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ باغیوں کے حامی دستوں نے رات کے دو بجے نقل و حرکت شروع کی اور چار بجے تک انہوں نے کابل میں ریڈیو سٹیشن اور دوسرے تمام سرکاری دفاتر پر قبضہ کر لیا تھا اور صبح ۹ بجے نئی انقلابی حکومت کے قیام کی اطلاع کابل ریڈیو سے نشر کی گئی - فوجی کارروائی کے دوران فضائیہ کے دستوں نے باغیوں کی مکمل مدد کی -

---

نئی دہلی ۱۷ر جولائی (اف پ) سردار محمد داؤد خاں جنہوں نے فوج کی مدد سے شاہ ظاہر شاہ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے شاہ کے بہنوئی ہیں - وہ پختونستان کے مسئلہ پر پاکستان کے سخت مخالف ہیں - انہوں نے اپنی نشری تقریر میں کہا ہے کہ ہمارا کسی ملک سے کوئی تنازعہ نہیں صرف پاکستان کے ساتھ پختونستان کے مسئلہ پر ہمارا تنازعہ گزشتہ ۲۵ سال سے چلا آ رہا ہے انہوں نے پاکستان کی شمال مغربی سرحد پر قبائلیوں کی جانب سے براہ راست کارروائی کی زبردست حمایت کی تھی اور قبائلیوں کو پاکستان کے خلاف ابھارا تھا آکاش وانی کے مطابق سردار داؤد خان نے قوم کے نام اپنی نشری تقریر میں کہا کہ ہمارا کسی ملک کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے لیکن "پختونستان" کا تنازعہ ربع صدی سے طے نہیں ہو پایا۔

انقلاب پُرامن نہیں رہیگا

لندن ۱۷ر جولائی - بی بی سی کے تبصرہ نگار ولیم کرالے نے شاہ ظاہر شاہ کا تختہ الٹ جانے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ افغانستان میں "انقلاب" پُرامن نہیں رہ سکتا کیونکہ ظاہر شاہ کے ایک داماد کابل کی گیریژن کے کمانڈر ہیں اور دوسری طرف ظاہر شاہ کی اصلاحات کے سبب وہ لوگ جو شاہی خاندان کے افراد پر وزیراعظم بننے پر پابندی کی وجہ سے شاہ کے حامی ہیں وہ بھی نئے سربراہ کے لیے درد سر ہوں گے۔ افغانستان کے وزیراعظم جناب موسیٰ شفیق جن کے بارے میں ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی ہے - اگر سردار داؤد کی حمایت پر آمادہ ہو گئے تو سردار کے لیے مشکلات کم ہو جائیں گی اور انہیں سیاسی اور سفارتی محاذ پر کامیابی حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے گی - ولیم کرالے نے لکھا ہے کہ افغانستان میں مختلف زبانیں بولنے والے قبائل موجود ہیں اور ان میں تعلیم کم ہے - ان کا ردِعمل کیا ہوگا - ان کے لیے بیرونی دنیا کی نظریں

تصحیح

اعلان داخلہ ۱۳ر جولائی صفحہ ۱ | مدرسہ دارالعلوم اسعد اللہ میں بچوں کو حافظ محمد قاسم پڑھاتے ہیں اور بچیوں کے لیے الگ استانی کا انتظام ہے

ہوتے ہیں اس پر مرتب مشاہدات حجاز — سجی ہے انجمن درد و سوز و ناز و نیاز

مشاہداتِ حجاز

(۱۶)

مجاہد الحسینی



ہماری نگاہیں انگور کی اُن بیلوں کو تلاش کر رہی تھیں جو حبشی غلام نے کفار کے پتھروں کی بارش سے نڈھال رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیے تھے

طائف میں مسجد ابن عباسؓ اور دیگر مقدس مقامات کا مشاہدہ

طائف کے ان پہاڑوں کے درمیان میں ایک ایسا مقام آیا جو دور سے ہوٹل نظر آرہا تھا۔ غالباً یہ جگہ سب سے اونچی پہاڑی پر واقع ہے اور عموماً اسی مقام کی تصاویر اخبارات و رسائل کی زینت بنا کرتی ہیں۔ اس مقام پر کسی زمانہ میں (غالباً نئی سڑک کی تعمیر کے دوران) کوئی ہوٹل ہوگا۔ اب یہ جگہ بالکل خالی ہے۔ کچھ نشان باقی ہیں۔ وہیں بلند پہاڑی پر بیٹھ کر ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ (کھانا ہم جدہ سے اپنے ساتھ لائے تھے) فراغت کے بعد سفر شروع کیا۔ جوں جوں طائف قریب آرہا تھا فضا کی خنکی میں اضافہ ہو رہا تھا لیکن یہ خنکی خوشگوار تھی۔ ہم سردی کا جو تصور لے کر اور گرم کپڑوں کا جو اہتمام کرکے گئے تھے وہاں پہنچ کر ندامت محسوس ہوئی کہ ہم نے کیا کیا۔ جنوری کے ان دنوں میں موسم بالکل ایسا تھا جیسا ہمارے ملک میں ستمبر یا مارچ کا! تھوڑی دیر کے بعد ہم طائف پہنچ گئے۔ شہر کے باہر دو پہاڑوں کے درمیان اناروں کا باغ نظر آیا، موسم کے مطابق پودے پتوں سے خالی تھے۔ یہ باغ ہر شخص کی توجہ کا مرکز بن گیا اور متجسس نگاہیں انگور کی بیلوں کو تلاش کر رہی تھیں کہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اہل طائف کے پتھروں کی بارش سے لہولہان ہوکر بے ہوش ہوگئے تو کسی باغ کے حبشی مالی نے آپؐ کی خدمت اقدس میں انگوروں کے خوشے پیش کیے تھے۔ ابھی ہم اناروں کے باغیچہ ہی کو دیکھ رہے تھے کہ طائف کے باہر چہار دیواری کے اندر کھجوروں اور دیگر پھلدار پودوں کا نہایت خوشنما باغ اور نظر آیا۔ اس کے گرد چہار دیواری بہت اونچی ہے اس باغ کے اندر ایک مسجد بھی موجود ہے جسے مسجد الحبشی کہتے ہیں۔ غالباً یہ مسجد اسی حبشی غلام کے نام پر تعمیر ہوئی ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خوشے پیش کیے تھے۔ باغات کچھ زیادہ سرسبز و شاداب نہ تھے لیکن مکہ معظمہ کے خشک پہاڑوں اور بے آب و گیاہ علاقے کے مقابلہ میں یہ خطہ نہایت ہی سرسبز و شاداب دکھائی دیتا تھا۔

● طائف کا نیا شہر

باغات اور شہر کی نئی بلند و بالا بلڈنگوں کا نظارہ کرتے ہم "مستشفی الملک فیصل" (شاہ فیصل ہسپتال) کے قریب پہنچ گئے تو ہسپتال کے سامنے قہوہ خانے پر عرب رواج کے مطابق بنچ نما چارپائیاں پڑی تھیں ہم اپنی گاڑیاں وہیں کھڑی کراکے قہوہ خانے میں بیٹھ گئے۔ سرکاری دفاتر اور بعض بڑی دکانیں ایام حج کی تعطیلات کے باعث بند تھیں ہم نے قہوہ نوش کیا اور شہر دیکھنے کے لیے اندر کو نکل گئے۔

میں نے بعض دکانداروں سے اس خاص علاقے کا تعین کرانے اور اس سلسلہ کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر دکانداروں نے صحیح جواب سے نامعلوم کیوں گریز کیا؟ — سعودی حکومت کی جانب سے ہماری رہنمائی کے لیے جو صاحب مقرر تھے "السید انور الحریس" وہ بھی ہماری پوری طرح تسلی اور تشفی نہ کر سکے۔

چنانچہ ہم شہر کے قدیم حصہ کو دیکھتے گھومتے باہر کی جانب نکل گئے شہر کے باہر پرانی طرز کی مسجد دیکھی۔ گلیوں اور سڑکوں پر گھوم پھر کر مسجد ابن عباسؓ کے قریب آگئے۔ شہر کے اندر نہایت عظیم الشان انداز میں تعمیر کی ہوئی یہ مسجد فن تعمیر کا ایک عجیب اور اچھوتا شاہکار ہے۔ مسجد باہر سے بند تھی۔ صرف کھڑکیوں سے اندرونی حصہ کا نظارہ کیا جا سکا۔ مسجد کے ایک حجرے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی قبر ہے وہ بھی مقفل ہے اور باہر سے کوئی شخص جھانک کر بھی نگاہ نہیں ڈال سکتا۔ مسجد ابن عباسؓ کے محل وقوع اور تعمیر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مسجد ٹھیک اس مقام پر بنی ہوئی ہے جہاں مسلمانوں کے لشکر نے پتھراؤ کیا تھا اور محاصرہ طائف کے موقع پر زبردست جنگ ہوئی تھی۔

مسجد ابن عباسؓ کے بالکل سامنے جنوب مغرب میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبرستان ہے جو غزوۂ طائف میں شہید ہوئے تھے۔ ہمارے ملک میں قبرستان کا جو تصور اور نقشہ ہے۔ سعودی عرب میں یہ مفقود ہے۔ بس چٹیل میدان نظر آتا ہے اور کہیں کہیں قبور کے چند نشانات۔

مسجد ابن عباسؓ کو دیکھ کر ہم شہر کا جائزہ لیتے ہوئے واپس جدہ کو روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ہمارے ایک ساتھی نے سیاہ رنگ کے انگور خریدے جو چھوٹے آلو بخارے کے برابر اور ہمشکل تھے لیکن مٹھاس شہد سے زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔

● براہِ مکہ طائف سے واپسی

طائف کو ہم جس راستہ سے گئے وہ نئی سڑک تعمیر ہو جانے کے سبب قریب کا ہے اس سے پہلے لوگ وادیٔ ہدیٰ، شداد اور کراء کی طرف سے جایا کرتے تھے یہ وہی راستہ ہے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے باشندوں خصوصاً بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اب مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ۶۵ کلومیٹر قریباً چالیس میل کی مسافت رہ گئی ہے۔ اس سے پہلے یہ مسافت ۱۲۰ کلومیٹر ۷۵ میل کے قریب تھی۔ واپسی پر جب ہم نے چیکنگ پوسٹ سے اپنے کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ وصول کر لیے اور جدہ کو واپس روانہ ہوئے تو تھوڑے سے فاصلہ پر ہی سرسبز و شاداب زرعی میدان سامنے آیا۔ جس کی آبپاشی کے لیے ٹیوب ویل اور چھوٹی سی نہر بھی موجود ہے۔ اس سے آگے ایک چوک آیا جسے مفرق کہتے ہیں یعنی وہ مقام دو راستوں کو جدا جدا کرتا ہے۔ ایک سیدھا جدہ کو اور دوسرا جبل رحمت کے قریب سے عرفات ہوتا ہوا منیٰ اور مکہ معظمہ کو جاتا ہے چنانچہ ہم جبل رحمت کے بالکل قریب سے میدان عرفات میں داخل ہوئے۔ عرفات کا یہ منظر عجیب و غریب تھا۔ میدان عرفات کا دور دور تک مشاہدہ کیا خیموں سے بھرپور میدان تو اکثر حجاج نے دیکھا ہے لیکن خالی میدان کا نظارہ عمرہ کرنے والے یا ویسے ہی ادھر سے گزرنے والے حضرات کر سکتے ہیں۔ عرفات سے ہوتے ہوئے مزدلفہ اور منیٰ میں آئے۔ منیٰ میں وزارۃ الاعلام کے دفتر بھی دوبارہ جانے کا اتفاق ہوا کیونکہ وہاں

سجی ہے انجمن درد و سوز و ناز و نیاز ہوئے ہیں اس پہ مرتب مشاہداتِ حجاز

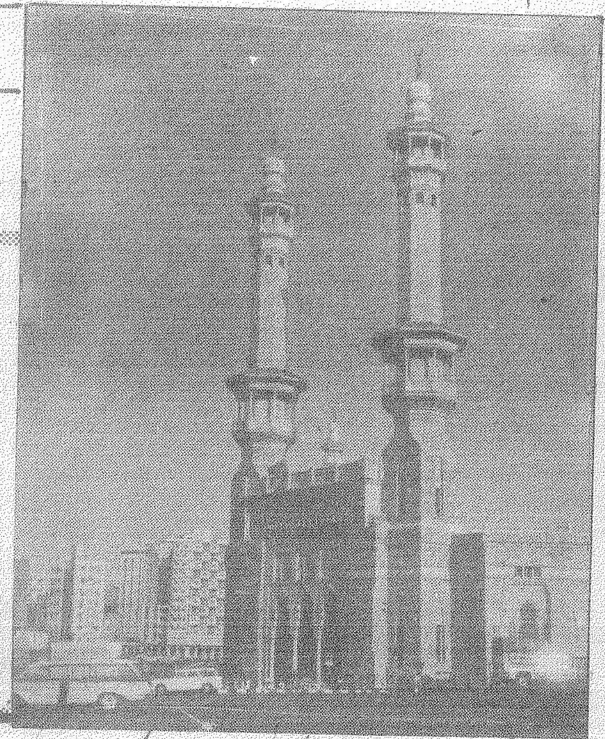
مشاہداتِ حجاز

(۱۶)

مجاہد الحسینی

ہماری نگاہیں انگور کی اُن بیلوں کو تلاش کر رہی تھیں جو حبشی غلام نے کفّار کے پتھروں کی بارش سے نڈھال رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیے تھے

طائف میں مسجد ابن عباسؓ اور دیگر مقدس مقامات کا مشاہدہ



طائف کے ان پہاڑوں کے درمیان میں ایک ایسا مقام آیا جو دور سے ہوٹل نظر آرہا تھا۔ غالباً یہ جگہ سب سے اونچی پہاڑی پہ واقع ہے اور عموماً اسی مقام کی تصاویر اخبارات و رسائل کی زینت بنا کرتی ہیں۔ اس مقام پر کسی زمانہ میں (غالباً نئی سڑک کی تعمیر کے دوران) کوئی ہوٹل ہوگا۔ اب یہ جگہ بالکل خالی ہے۔ کچھ نشان باقی ہیں۔ وہیں بلند پہاڑی پہ بیٹھ کر ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ (کھانا ہم جدہ سے اپنے ساتھ لائے تھے) فراغت کے بعد سفر شروع کیا۔ جوں جوں طائف قریب آرہا تھا فضا کی خنکی میں اضافہ ہورہا تھا لیکن یہ خنکی خوشگوار تھی۔ ہم سردی کا جو تصور لے کر اور گرم کپڑوں کا جو اہتمام کرکے گئے تھے وہاں پہنچ کر ندامت محسوس ہوئی کہ ہم نے کیا کیا۔ جنوری کے ان دنوں میں موسم بالکل ایسا تھا جیسا ہمارے ملک میں ستمبر یا مارچ کا! تھوڑی دیر کے بعد ہم طائف پہنچ گئے۔ شہر کے باہر دو پہاڑوں کے درمیان اناروں کا باغ نظر آیا، موسم کے مطابق پودے پتوں سے خالی تھے۔ یہ باغ ہر شخص کی توجہ کا مرکز بن گیا اور متجسس نگاہیں انگور کی بیلوں کو تلاش کر رہی تھیں کہ رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اہل طائف کے پتھروں کی بارش سے لہولہان ہوکر بے ہوش ہوگئے تو کسی باغ کے حبشی مالی نے آپؐ کی خدمت اقدس میں انگوروں کے خوشے پیش کیے تھے۔ ابھی ہم اناروں کے باغیچے ہی کو دیکھ رہے تھے کہ طائف کے باہر چہار دیواری کے اندر کھجوروں اور دیگر پھلدار پودوں کا نہایت خوشنما باغ اور نظر آیا۔ اس کے گرد چہار دیواری بہت اونچی ہے اس باغ کے اندر ایک مسجد بھی موجود ہے جسے مسجد الحبشی کہتے ہیں۔ غالباً یہ مسجد اسی حبشی غلام کے نام پر تعمیر ہوئی ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خوشے پیش کیے تھے۔ باغات کچھ زیادہ سرسبز و شاداب نہ تھے لیکن مکہ معظمہ کے خشک پہاڑوں اور بے آب و گیاہ علاقے کے مقابلہ میں یہ خطہ نہایت ہی سرسبز و شاداب دکھائی دیتا تھا۔

● طائف کا نیا شہر

باغات اور شہر کی نئی بلند و بالا بلڈنگوں کا نظارہ کرتے ہم "مستشفیٰ الملک فیصل" (شاہ فیصل ہسپتال) کے قریب پہنچ گئے تو ہسپتال کے سامنے قہوہ خانے پر عرب رواج کے مطابق بنچ نما چارپائیاں پڑی تھیں ہم اپنی گاڑیاں وہیں کھڑی کراکے قہوہ خانے میں بیٹھ گئے۔ سرکاری دفاتر اور بعض بڑی دکانیں ایام حج کی تعطیلات کے باعث بند تھیں ہم نے قہوہ نوش کیا اور شہر دیکھنے کے لیے اندر کو نکل گئے۔

میں نے بعض دکانداروں سے اس خاص علاقے کا تعین کرانے اور اس سلسلہ کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر دکانداروں نے صحیح جواب سے نامعلوم کیوں گریز کیا ---؟ سعودی حکومت کی جانب سے ہماری رہنمائی کے لیے جو صاحب مقرر تھے "السید انور المحروس" وہ بھی ہماری پوری طرح تسلی اور تشفی نہ کرسکے۔

چنانچہ ہم شہر کے قدیم حصہ کو دیکھتے گھومتے باہر کی جانب نکل گئے شہر کے باہر پرانی طرز کی مسجد دیکھی۔ گلیوں اور سڑکوں پہ گھوم پھر کر مسجد ابن عباسؓ کے قریب آگئے۔ شہر کے اندر نہایت عظیم الشان انداز میں تعمیر کی ہوئی یہ مسجد فن تعمیر کا ایک عجیب اور اچھوتا شاہکار ہے۔ مسجد باہر سے بند تھی۔ صرف جھروکوں سے اندرونی حصہ کا نظارہ کیا جاسکا۔ مسجد کے ایک حجرے میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی قبر ہے وہ بھی مقفل ہے اور باہر سے کوئی شخص جھانک کر بھی نگاہ نہیں ڈال سکتا۔ مسجد ابن عباسؓ کے محل وقوع اور تعمیر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مسجد ٹھیک اس مقام پر بنی ہوئی ہے جہاں مسلمانوں کے لشکر نے پڑاؤ کیا تھا اور محاصرہ طائف کے موقع پہ زبردست جنگ ہوئی تھی۔

مسجد ابن عباسؓ کے بالکل سامنے جنوب مغرب میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبرستان ہے جو غزوۂ طائف میں شہید ہوئے تھے۔ ہمارے ملک میں قبرستان کا جو تصور اور نقشہ ہے۔ سعودی عرب میں یہ مفقود ہے۔ بس چٹیل میدان نظر آتا ہے اور کہیں کہیں قبور کے چند نشانات۔

مسجد ابن عباسؓ کو دیکھ کر ہم شہر کا جائزہ لیتے ہوئے واپس جدہ کو روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ہمارے ایک ساتھی نے سیاہ رنگ کے انگور خریدے جو چھوٹے آلو بخارے کے برابر اور ہم شکل تھے لیکن مٹھاس شہد سے زیادہ محسوس ہورہی تھی۔

● براہِ مکہ طائف سے واپسی

طائف کو ہم جس راستہ سے گئے وہ نئی سڑک تعمیر ہو جانے کے سبب قریب کا ہے اس سے پہلے لوگ وادیٔ ہدیٰ، شداد اور کراد کی طرف سے جایا کرتے تھے یہ وہی راستہ ہے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے باشندوں خصوصاً بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اب مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ۶۵ کلومیٹر قریباً چالیس میل کی مسافت رہ گئی ہے۔ اس سے پہلے یہ مسافت ۱۲۰ کلومیٹر ۷۵ میل کے قریب تھی۔ واپسی پہ جب ہم نے چیکنگ پوسٹ سے اپنے کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ وصول کرلیے اور جدہ کو واپس روانہ ہوتے تو تھوڑے سے فاصلہ پہ ہی سرسبز و شاداب زرعی میدان سامنے آیا۔ جس کی آبپاشی کے لیے ٹیوب ویل اور چھوٹی سی نہر بھی موجود ہے۔ اس سے آگے ایک چوک آیا جسے مفرق کہتے ہیں یعنی وہ مقام دو راستوں کو جدا جدا کرتا ہے۔ ایک سیدھا جدہ کو اور دوسرا جبل رحمت کے قریب سے عرفات ہوتا ہوا منیٰ اور مکہ معظمہ کو جاتا ہے چنانچہ ہم جبل رحمت کے بالکل قریب سے میدان عرفات میں داخل ہوتے۔ عرفات کا یہ منظر عجیب و غریب تھا۔

میدان عرفات کا دور دور تک مشاہدہ کیا خیموں سے بھرپور میدان تو اکثر حجاج نے دیکھا ہے لیکن خالی میدان کا نظارہ عمرہ کرنے والے یا ویسے ہی ادھر سے گزرنے والے حضرات کرسکتے ہیں۔ عرفات سے ہوتے ہوئے مزدلفہ اور منیٰ میں آگئے۔ منیٰ میں وزارۃ الاعلام کے دفتر بھی دوبارہ جانے کا اتفاق ہوا کیونکہ وہاں



میدانِ عرفات شروع ہونے کی علامت

ہماری ایک "تلاجہ" (پانی کا برتن) رہ گئی تھی اور ایک ساتھی کی چپل، دونوں چیزیں اپنے مقام پر جوں کی توں پڑی تھیں۔ منیٰ کا پورا شہر خالی تھا لوگ اسے جمرات کی مناسبت سے شیطانوں کا شہر کہتے ہیں اور یہ صرف چار دن کے لیے آباد ہوتا ہے اس کے بعد لوگ اپنا سامان لے کر چلے جاتے ہیں۔ منیٰ سے ہوتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ میں طواف وداع کیا اور خداوند قدوس کے حضور نہایت عاجزی کے ساتھ اور باب کعبہ کو پکڑ کر زار و قطار رو رو کر بیت اللہ میں بار بار حاضری کے لیے، پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لیے، جنگی قیدیوں کی رہائی اور ان کی صحت و عافیت کے لیے، ملت اسلامیہ کی عزت و عظمت کے لیے دعائیں کیں اور نماز عشاء کے بعد ہم اپنی رہائش گاہ قصر القریش جدہ کو روانہ ہو گئے۔

● وزارۃ الاعلام کی دعوت

۱۸ر جنوری کو معلوم ہوا کہ سعودی عرب کا دورہ کرنے والے مختلف صحافیوں، ٹیلیویژن اور ریڈیو کے فنکاروں کے اعزاز میں وزیر الاعلام السید ابراہیم العنقری نے جدہ میں وزارۃ الاعلام کی جدید ترین اور خوبصورت عمارت میں دعوت کا اہتمام کیا ہے — چنانچہ حسب پروگرام بعد نماز مغرب ہم وزارۃ الاعلام کی بلڈنگ میں پہنچ گئے۔ دن کو بارش ہو جانے کے سبب موسم نہایت خوشگوار تھا۔

دعوت کے بعد وزارۃ الاعلام کی جانب سے مختلف وفود کے رہنماؤں کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ ہر وفد نے جلالۃ الملک شاہ فیصل کی زیر قیادت سعودی عرب کی روز افزوں ترقی اور حجاج کرام کے لیے حکومت سعودیہ کے مثالی انتظامات کی زبردست تعریف و توصیف کی۔ خصوصیت کے ساتھ وفود کے اعزاز و اکرام پر حکومت سعودیہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔

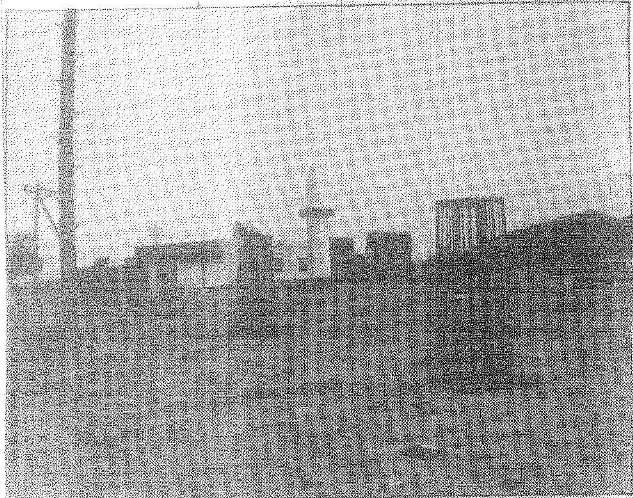
متحدہ عرب جمہوریہ مصر ریڈیو کے نمائندہ السید احمد الفراج تمام ممالک کے وفود میں سے سب سے زیادہ اعزاز و تکریم کے لائق سمجھے گئے۔ فی الحقیقت ان کے علم و فضل اور ان کے حسن بیان و خطاب کے سب گرویدہ و فریفتہ تھے۔ سعودی عرب میں ان کی مقبولیت اور عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ مختلف تقریبات کے آخر میں جب ان کے خطاب کا مرحلہ آتا تو اناؤنسر ان کا نام پکارنے کے بجائے جب یہ جملے کہتا کہ اب وہ عظیم شخصیت آپ سے خطاب کے لیے تشریف لا رہی ہے جس کے لیے آپ چشم براہ اور گوش برآواز ہیں تو مجمع اچھل اچھل کر اھلاً و مرحبا کہتا۔ اور ہال تالیوں سے گونج اٹھتا۔ جناب احمد الفراج نے یوں تو مختلف مواقع پر معلومات افزا خطاب کیا تھا۔ مگر یہ ایک صداقت ہے کہ وزارۃ الاعلام کی اس تقریب میں انھوں نے جو خطاب فرمایا وہ عرب خطابت کا ایک شاہکار تھا۔

انھوں نے کہا — یہ مقدس سرزمین وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے افضل البشر اور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر اپنی آخری مقدس کتاب قرآن مجید کو نازل کر کے اپنی نعمتیں مکمل کر دیں اور اسلام کو اپنا پسندیدہ دین قرار دیا۔ آپ نے فرمایا۔ خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے مطابق جب ایک مسلمان مناسک حج ادا کر لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک نوزائیدہ بچے کی حیثیت میں "معصوم عن الخطا" کے دائرے میں آ جاتا ہے۔

آپ نے حکومت سعودیہ کی جانب سے مختلف وفود کو "قرآن حکیم" کے تحائف پر اظہار تشکر کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدس سرزمین سے پوری دنیا کے لیے سب سے بڑا ہدیہ اور سب سے بڑا تحفہ "کلام اللہ" ہی ہے۔ ملت اسلامیہ جب تک "قرآن حکیم" پر عمل پیرا رہی اور اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھا دنیا میں یہ ملت سربلند اور سرفراز رہی اور جب اس نے قرآن حکیم، سنت رسول اللہ کو ترک کر کے من گھڑت عقاید و نظریات کو اپنانے کا طرز عمل اختیار کیا۔ ذلت و رسوائیوں کی گھاٹیوں میں گر کر تباہ و برباد ہوئی۔

السید احمد فراج کا خطاب اس قدر موثر اور سحر انگیز تھا کہ سامعین محو حیرت اور سراپا استعجاب تھے۔ مجمع پر ایک سکوت اور سکتہ طاری تھا۔ ان کے خطاب کا سلسلہ یک لخت منقطع ہوا تو بالکل یوں محسوس ہوا جیسے روشن قمقمے فیوز اڑ جانے کے باعث تاریکی میں ڈوب گئے ہوں۔

السید احمد فراج سعودی عرب میں بے حد مقبول اور ہر دلعزیز ہیں ان کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ جدہ مارکیٹ میں ایک روز پنسل اور چھوٹی ڈائری خریدنے گیا تو ایک دکاندار کو بڑی ڈائری دکھائی۔ اتفاقاً ڈائری کے صفحہ پر السید احمد الفراج کا پتہ درج تھا جو انھوں نے خود تحریر کر کے



مقام حدیبیہ جہاں سے مکہ مکرمہ کی حدود شروع ہوتی ہیں اور ایک سڑک طائف کو جاتی ہے۔

مجھے دیا تھا۔ جناب فراج کا ایڈریس دیکھتے ہی دکاندار نے عقیدت و محبت بھرے انداز میں مجھ سے دریافت کیا۔

انت احمد الفراج ؟ کیا آپ ہی احمد الفراج ہیں۔

لا — ھو صدیقی ؟ نہیں وہ میرا دوست ہے میں نے جواب دیا

دکاندار نے اس کی دوستی پر بھی میرے ساتھ جس مروت اور محبت کا مظاہرہ کیا میرے دل پہ اس کا نقش ہے۔

بہر حال — احمد فراج کے خطاب کے بعد مملکت سعودیہ کے وزیر الاعلام (وزیر اطلاعات و نشریات) السید ابراہیم العنقری کی طرف سے مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے بعد یہ تقریب خداوند قدوس کی حمد و ثنا پر اختتام پذیر ہوئی اور مہمانوں کو سعودی عرب کی علمی، اقتصادی، سیاسی اور تہذیبی رفتار ترقی سے متعارف کرانے کے لیے نہایت خوبصورت اور خوشنما مطبوعات پیش کی گئیں۔

اخوت اور اتحاد کی چٹانیں

کفر کے سیلابوں کا رخ پھیر سکتی ہیں

محبت کے اسباب و آثار

حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ کی ایک تقریر

مرسلہ عبدالرحمٰن لدھیانوی

آج اسباب محبت اور آثار محبت پر گفتگو ہوگی۔ اسباب محبت کے چار ہیں اور وہ جمال، کمال، نوال اور قرب ہیں۔ یعنی شکل و شباہت کی وجہ سے عشق و محبت ہو گئی اور کبھی کمال سبب بنتا ہے۔ آج ہمیں امام ابو حنیفہؒ سے محبت ہے حالانکہ صدیاں گذر چکی ہیں وہ دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ مگر پھر بھی آئمہ صحابہ اور انبیاء علیہ السلام سے محبت ہے یہی وہ کمالات اور فضائل ہیں۔ ...... ما رأیت من احب من عطاء ابن ابی رباح امام اصمعیؒ جو نحو کے امام ہیں اور ان کے شاگرد ایک بالکل سیاہ فام اور دوسرا سفید فام تھا۔ مگر امام اصمعیؒ فرماتے ہیں ہم دونوں جنتی ہیں۔

دوسرا سبب محبت کا نوال ہے جس کا پورا خاندان معترف ہوتا ہے اور کبھی قرب و اتصال ہوتا ہے۔ جیسے اولاد کو ماں باپ سے محبت ہوتی ہے، درجہ بدرجہ اعزہ اور اقارب سے محبت ہوتی ہے وہ قرب کی وجہ سے ہوتی ہے بہرحال یہ چار اسباب محبت ہیں اب دیکھا جائے تو جتنے اسباب محبت ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ میں پائے جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ سب چیزیں وجودی ہوتی ہیں، عدم نقائص کا نام ہے۔ جیسے اسلام، ایمان، صدق وغیرہ سب وجودی ہیں اور ان کے اضداد عدمی ہیں اس لیے وہ ناقص ہیں۔ اس لیے انسان موت کو دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ موجود رہے معدوم نہ ہو جائے۔ علاج کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ خوبیوں کا چشمہ وجود ہے اور اللہ تعالیٰ کا وجود اصلی ہے ہمارا جو وجود ہے یہ عارضی ہے وہاں عدم کا نشان نہیں سب کا سب وجود ہی وجود ہے تو حقیقت میں جمال اللہ تعالیٰ ہی ہؤا اور کمال کا سرچشمہ بھی اللہ تعالیٰ ہے سب سے زیادہ بہترین مخلوق انسان ہے۔ ماں کے پیٹ سے ہی اللہ تعالیٰ انسان کو سکھاتا رہتا ہے جس انسان میں ہی خود کو مہارت ہو۔ تو انسان جس میں کمالات پائے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے نہیں لایا۔ ضرور کسی سے حاصل کیے ہیں، بالآخر اللہ تعالیٰ تک یہ سلسلہ ہوتا ہے اسی طرح نوال کا سرچشمہ بھی اللہ تعالیٰ ہے وجود دیا۔ اسباب بقاء مہیا کیے۔ اس سے بڑا اور کوئی احسان نہیں اب اگر کوئی آپ سے احسان کرے تو یہ بھی اللہ کا احسان ہے۔ کہ اس نے اس کے دل میں ڈالا اس پر احسان ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ مخلوقات پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ظاہر ہے کہ ماں باپ میں شفقت کس نے ڈالی تو معلوم ہوا اللہ تعالیٰ سے زیادہ محسن کوئی نہیں چوتھا سبب قرب ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید الایہ ما یکون من نجویٰ من ثلثۃ الا ھو رابعھم الآیہ

وجود کے سب مراتب طے کیے جائیں۔ انتہا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کے ارادہ سے کوئی چیز باہر نہیں جا سکتی ہے تو اس سے زیادہ اور کوئی قریب ہوگا۔ اولاد وغیرہ سے محبت قرب کی وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ ہماری جزو ہے اور ایک قرب جسمانی مسافت کے اعتبار سے ہوتا ہے یہ مراد نہیں بلکہ قرب جزئیت کا مراد ہے اور ایک قرب معنوی اور کمالات کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسے کہا جائے کہ شاگرد ہمارے زیادہ قریب ہے یعنی علمی کمالات ہیں اور ایک قرب اخلاقی ہوتا ہے جیسے پیر اور مرید کا قرب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب مکانی جسمانی، اگرچہ جسم سے مبرا ہیں۔ مگر صفات اور کمالات کی وجہ سے قریب ہیں علمی اور اخلاقی سب حیثیت سے قرب حاصل ہے۔ الغرض جب یہ چار چیزیں اسباب محبت ہوتی ہیں وہ چاروں علی وجہ الاتم اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے اس سے محبت ہوگی وہ سب سے زیادہ ہوگی یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام قومیں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ کسی کو سمجھنے میں قاصر ہوں، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی توہین آمیز الفاظ کہے تو انسان اس سے لڑائی جھگڑا کرتا ہے اور جب کسی سے محبت ہو جائے تو اس کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے مکان۔ بلکہ کتے تک محبت ہوتی ہے کسی شاعر نے کہا ہے کہ۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ......

یعنی مجھے ان دیواروں سے محبت نہیں بلکہ جو لیلیٰ اس در و دیوار میں بستی ہے اس سے محبت ہے اسی طرح اولیاء اللہ اور مومنین مکہ معظمہ جاتے ہیں، بڑی بڑی بلڈنگوں والے جاتے ہیں۔ اس سے محبت، وہاں کے دربان اور باشندوں سے محبت ہوتی ہے اولیاء اللہ کے قلب میں جب شیخ کی محبت گھر کر جاتی ہے تو پھر اس کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ مولانا نانوتویؒ ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے وعظ کے بعد لوگوں نے مصافحہ کیا جیسا کہ ہر ایک جگہ رسم پڑ گئی ہاں تبرک وغیرہ حاصل کرنے کے لیے مصافحہ جائز ہے الحاصل ایک اجنبی شخص نے بھی پھر مصافحہ کیا اور لوگوں نے اس کے متعلق پوچھا بتایا گیا...... اور پھر آپ چوکی سے نیچے اتر آئے اور گھر لائے اس کی خدمت کی، حقہ تک بھر دیا۔ حالانکہ یہ اشیاء قانونی نہیں بلکہ ذوقی ہیں حضرت نانوتویؒ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سفر سے واپس آئے مظفر آباد والوں نے دو راتیں آپ کو ٹھہرانا چاہا۔ امراء، صلحاء اور علماء آئے مگر کسی کی زبانی کسی نے بتا دیا کہ دفتر میں ایک لڑکا ہے اس کو لاؤ۔ بتایا گیا کہ میاں جی نور محمد صاحب جو آپ کے دادا پیر تھے ان کا دور کا رشتہ دار تھا جب وہ آیا تو آپ نے کہنا مان لیا جب تک اس لڑکے نے اجازت نہ دی آپ ٹھہرے رہے معلوم ہوا۔

کہ نسب بھی محبت کا باعث ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا لو کان للہ ولد لکنت...... الخ کیونکہ آبائی کرامت اس کی مقتضی ہے آخر وہ نسبت ہی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام بخیل کی بستی سے گذرے جنہوں نے مہمان نوازی نہ کی اس پر آپ نے دیوار مرمت کر دی کہ کان ابوھما صالحا حالانکہ باپ نیک تھا بیٹے نہیں تھے صرف آبائی نسب کی وجہ سے ان کا اکرام کیا گیا چنانچہ قرآن میں ہے والحقنا بھم ذریتھم کے ساتھ حدیث شریف میں ہے جب لوگ جنت میں داخل ہو گئے تو کہیں گے کہ یا اللہ ہم دنیا میں اولاد کے ساتھ رہتے تھے اس جگہ اور نعمتوں کے ساتھ نہیں اس نعمت سے بھی مالا مال کیا جائے چنانچہ ان کو جنت میں لایا جائے گا یہی وجہ ہے کہ بہت مخدوم زادوں کی توقیر کی جاتی ہے اس کا سبب یہی نسبت آبائی ہے۔ حضرت غلام مرتضےٰ حسن صاحب نے لاہور کا واقعہ سنایا کہ ایک مجذوب کہتا پھرتا تھا کہ لاہور میری ہتھیلی میں ہے جب چاہوں۔ برباد کر سکتا ہوں کسی بزرگ نے کشف دیکھا کہ نہ تو وہ خود صاحب کمال ہے نہ اس کا شیخ بلکہ شیخ الشیخ صاحب کمال تھا۔ ایمان اور کفر میں بھی یہی باعث ہے کہ نسبت الی اللہ کی وجہ سے انسان مقبول ہوتا ہے۔ نسبت غیر اللہ کی وجہ سے مردود ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا کارخانہ نسبت پر ہی چل رہا ہے کلام اللہ، بیت اللہ، بلد اللہ، اہل اللہ یہ سب نسبتیں ان پر دلالت کرتی ہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ گنگوہ جا رہے تھے ایک عورت نے کوڑا کرکٹ آپ پر ڈالا اور جب آپ نے سخت سست الفاظ کہے تو اس بھنگن نے کہا کہ دادا کی کمائی ہے جب یہ باتیں کہی جا رہی ہیں خود اپنے اندر کمال ہوتا تو پھر یہ نامناسب کلمات کہہ سکتے تھے۔ آپ کو اس سے ایک تیر چبھا اور کہا کرتا میرے دادا مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ کی...... میراث کہاں بٹ رہی ہے بتلایا گیا کہ وہ بلخ میں بٹ رہی ہے۔ آپ بلخ تشریف لے گئے اور دو تین میل کے فاصلہ پر تھے کہ امراء، رؤساء اور خود شیخ نظام الدین اس کے استقبال کے لیے آئے اور خوب تعظیم کی گئی

جب شیخ نظام الدین نے آپ سے پوچھا کہ اتنا دور دراز ملکوں کا سفر کیوں اختیار کیا فرمایا کہ دادا کی میراث لینے آیا ہوں۔ چنانچہ پھر جوتیوں کی جگہ پر بیٹھے اور استنجے کے ڈھیلے توڑ کر نمازیوں کو دیتے تھے جب شیخ نے امتحان لیا تو ایک بھنگن سے کہا گیا کہ کوڑے کرکٹ کو اس طرح پھینکو کہ گرد و غبار کپڑوں پر پڑے جس پر آپ نے فرمایا کہ گنگوہ ہوتا تو تجھے بتا دیتا شیخ نے سمجھا کہ ابھی تک انانیت کا کانٹا

نہیں نکلا۔ پھر استنجوں کے ڈھیلوں کے علاوہ جوتیاں سیدھی کرنے کی خدمت پر مامور رہتے، سال کے بعد پھر یہی معاملہ پیش آیا تو فرمانے لگے اس کپاٹر کو میرے بدن پر ڈال کر کیوں خراب کرتی ہو۔ تب شیخ نے سمجھا کہ اب انانیت دور ہو چکی ہے۔ پھر وہ اپنے ساتھ گنگوہ لاتے کہ شیخ گھوڑے پر تھے یہ رکاب تھامے آرہے تھے۔ جب شاہ ابو سعید گنگوہ پہنچے تو کپڑے بدلواتے اور فرمایا کہ یہ چیز اسی خاندان کی تھی جو بغیر اس عاجزی اور نیاز کے حاصل نہ ہو سکتی تھی امام محمد رح نے فرمایا کہ علم عزت ہے مگر ہزار ذلتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ محبت جب آتی ہے تو محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ اس کے آثار سے محبت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ قرآن کلام الٰہی ہے وغیرھم۔ اور یہ بھی ہے کہ محبت کے ساتھ عداوت بھی ہوگی۔ جو چیزیں محبت میں مانع اور مخل ہوتی ہیں اُن سے بغض ہو جاتا ہے۔ کفار شیطان سے عداوت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مخل ہے۔ عاشق اس کو برداشت نہیں کر سکتا جتنے کہ ماں باپ کے خلل انداز ہونے کو بھی پسند نہیں کرتا۔ رقیب کی مذمت اسی لیے کی جاتی ہے اور شعراء کے کلام اس سے بھرے پڑے ہیں، وجہ یہ ہے کہ آپ محبوب کو اپنے لیے چاہتے ہیں رقیب اس میں حصہ دار ہونا چاہتا ہے ورنہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض نے ایک عورت سے نکاح کیا جو حسینہ جمیلہ تھی جب فاروق اعظم رض نے اس گرویدگی کو دیکھا تو فرمایا کہ اس کو طلاق دے دو۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا ابن عمر رض نے فرمایا کہ واقعی میرا قلب اسی کی طرف زیادہ جھک چکا تھا۔ قرآن مجید میں ہے۔

والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا وان من

اموالکم او لادھم عدو الکم فاحذروھم الایۃ

اس سے عداوت معلوم ہوتی ہے اور دوسری جگہ آپ نے فرمایا۔ حب الی من الدنیا۔ ان میں سے ایک نیک بخت عورت ہے آدمی کی سعادت بتائی گئی کہ اس کا رزق اس کے بدن میں ہو۔ گھر کا صحن وسیع ہو۔ اور تیسرے عورت نیک بخت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نماز اور جہاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہنسی آتی ہے کہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ چھوڑ کر میرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں اور اسی طرح اس وقت بھی ہنسی آتی ہے جب عورت مرد کو جگانے کے لیے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور ایسا مرد عورت کے منہ پر۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا فضل ہے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ گئی وہ محبوب ہے جو اس سے کٹ جائے گی وہ مبغوض ہے۔

لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

اس آیت میں بھی یہی حکم ہے کہ چونکہ آباء اخوان اللہ تعالیٰ سے کٹ گئے ہیں اس لیے وہ تمہاری محبت میں مخل ہوں گے۔ ان سے محبت نہ رکھو یعنی جو محبوب کے دشمن ہیں۔ ان سے محبت نہیں رہتی۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ!

نزع کا عالم ہے جسم مضمحل ہے بے قرار — ہر طرف گھبرا کے اٹھتی ہیں نگاہیں بار بار
نور آنکھوں میں نہیں چہرہ پہ زیبائی نہیں — حسرتِ گفتار ہے اور تابِ گویائی نہیں

دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

بلکہ زعمِ علم دانی سے فلک پر تھا دماغ — مادی دنیا نے تجھ کو دکھائے سبز باغ
وہم ہے بالا نہ تھی ذاتِ خدا تیرے لیے — تو نے یہ سمجھا نہ تھا گویا فنا تیرے لیے

دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

بزمِ دنیا بھی وہی ہے دورِ صہبا بھی وہی — ہو اگر مقدور تو بھی ہو شریکِ مے کشی
ہے وہی ساغر وہی آوازِ نوشا نوش ہے — اے بلا نوشِ اجل اب کس لیے خاموش ہے

دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

کیا ہوئی وہ تیری دولت کیا ہوا وہ تیرا گنج — ہاں اسے بھی ساتھ لیتا جا کہ حاصل ہو نہ رنج
ہر گھڑی بے تاب تھا تیرا نفس جس کے لیے — کیا یہیں تک ختم تھی تیری طلب اس کے لیے

اتنی دولت پر بھی اپنی تنگ دستی آج دیکھ
دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ

ایک[1] نیا دور ہے لیکن اسی دنیا میں ہے — شہر ہے اک شہر کے نزدیک اور صحرا میں ہے
ایک بستی ہے کہ ہے آباد بھی برباد بھی — حشر تک رہنا ہے جس میں شاد بھی ناشاد بھی

جو نہ دیکھی تھی کبھی بستی وہ بستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

[1] اس بند میں قبرستان کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

مرسلہ عبدالرحمٰن رحمانی

ارادۂ قتل سے خلافت تک

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

یہ ایک گہری تاریک رات تھی۔ خاموشی اور تیرگی نے کعبہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ رات کے اس چپ چاپ وقت میں صحراؤں کی ہوا بھی دبے پاؤں چل رہی تھی۔ سارا عرب گہری نیند سو رہا تھا۔ اور دور صحراؤں میں بگولوں کو نیند آگئی تھی۔ کتنا سکوت تھا، کیسی خاموشی تھی جیسے فطرت کچھ غور کر رہی ہو۔ کوئی کعبہ میں داخل ہوا! کون تھا؟ وہ عظیم شخصیت تھی۔ جس کی ایک صدا نے عرب کی زمین ہلا دی تھی۔ اور اب عرب کے کافر سردار اس کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اس خاموش وقت میں دنیا کی اس باعظمت شخصیت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ سلام ہو اس پر کہ بڑی کٹھن گھڑیوں میں اٹھائے۔ دو مبارک لبوں کو جنبش ہوئی "یا اللہ! دو عمر ہیں ان میں سے ایک" پھر رات کے اندھیرے چھٹ گئے۔

صبح کا سورج طلوع ہوا۔ گلیوں اور بازاروں میں رونق تھی لیکن کچھ گلیاں ایسی بھی تھیں جہاں سے اکا دکا راہی گزرتا تھا —— اور وہ تلوار ہاتھ میں لیے چلا جا رہا تھا۔ پیشانی پر غیظ و غضب کے بل تھے۔

"کہاں جا رہے ہو؟" کسی نے پوچھا۔ جانے والے نے پلٹ کر دیکھا تو نعیم بن عبداللہ تھے۔

"محمد کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔" وہ اپنے تلوار کے دستے پر ذرا ہاتھ مارتے ہوئے تنک کر بولا۔ نعیم مسکرائے۔

"عمرؓ! پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہارے بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔"

عمرؓ غصے سے پلٹے۔ بہن کے گھر داخل ہوئے بہن اور بہنوئی ایک صحابی سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ عمرؓ کی آہٹ جو پائی تو قرآن پاک کے اوراق چھپا دیے۔

"کیا پڑھ رہی تھی؟" عمرؓ نے کڑک کر پوچھا۔ "یہ کیا آواز تھی فاطمہؓ؟" بہن نے کچھ جواب نہ دیا۔ "تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔" اور بہن کو پیٹنا شروع کر دیا۔ اور جب وہ مار رہا تھا تو بہنوئی بیچ میں آگئے۔ عمرؓ نے انہیں بھی مارا۔ عمرؓ نے بہت مارا تھا۔ اور جب بہن زار و قطار رو رہی تھی تو اسی حالت میں اس کی زبان سے نکلا "عمرؓ! تجھ سے جو آئے تو کر، اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔" کتنی قوت لیے ہوئے تھے یہ لفظ اور کتنی تاثیر تھی ان لفظوں میں —— عمرؓ کے دل پر بجلی سی گری۔ وہ زخمی بہن کی طرف بڑھا۔ زخموں سے خون جاری تھا۔ اس کے دل پر چوٹ سی لگی۔ پھر جن آنکھوں میں غصے سے خون اتر آیا رقت کے آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ "تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ۔" فاطمہؓ نے قرآن شریف کے اجزا لا کر سامنے رکھ دیے اٹھا کر دیکھا تو یہ سورت تھی

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ عمرؓ ان لفظوں کو دیکھتا رہا اور فاطمہؓ کی قرأت کی آواز فضا میں بلند ہوتی گئی اور یہ مقدس لفظ ایک دل کی دھڑکنوں میں اترتے رہے۔ پھر وہ ہاتھ جو تلوار تھامے ہوئے تھے کانپ اٹھے۔ عمرؓ کا سارا جسم لرزنے لگا۔ اور وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے گھسیٹتے ہوئے اس عظیم شخصیت کی خدمت میں لے چلو۔" اور وہ عظیم ترین شخصیت کہاں تھی؟ ارقم کے مکان میں کوہ صفا کی تلی میں، عمرؓ ہاتھ میں تلوار لیے وہاں پہنچا۔ عمرؓ کو یوں شمشیر بکف آتے دیکھ کر سب گھبرا گئے۔ عمرؓ نے دروازے تک آکر دستک دی۔ آواز آئی "کون ہے؟" —— "عمرؓ" وہ آہستہ سے بولا۔ جانے کس ارادے سے آیا ہے۔ اچھا آنے دو میرے ہاتھ میں بھی تلوار ہے۔" امیر حمزہؓ نے کہا۔ پھر دروازہ کھلا، عمر داخل ہوئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آگے بڑھے۔ حمزہؓ ہٹ جاؤ یہ میرا اور عمرؓ کا معاملہ ہے۔ حمزہؓ ہٹ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کا دامن پکڑا "عمرؓ! کس ارادے سے آئے ہو؟"

"ایمان لانے کے لیے۔" عمرؓ دھیمے لہجہ میں ادب سے بولا۔ اور وہ باعظمت شخصیت بے ساختہ پکار اٹھی۔ اللہ اکبر۔ اور مکہ کی پہاڑیاں نبوت کی طرف سے اس پُرخلوص اور عظیم نعرے سے گونج اٹھیں "اللہ اکبر، اللہ اکبر"۔ پھر کون نہیں جانتا۔ سب جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں قدید سے دس میل دور ضجنان کے میدان میں شتربانی سے فرصت نہ پانے والا پرتو نبوت سے فاروق بنا اور فاروق بن کر ایسا آفتاب خلافت بن کر طلوع ہوا کہ جس کی تابانیوں اور ضیا پاشیوں سے تاریخ کے اوراق آج تک جگمگا رہے ہیں۔ پھر اسی جلیل القدر خلیفہ کے عہد میں عراق، ایران، دمشق و فلسطین کے سرکش اور مغرور حکمرانوں نے سر جھکا دیا۔ وہ تلوار جو کفار مکہ کے خلاف ارقم کے مکان پر کھنچی، ان لوگوں کے خلاف حرکت میں رہی۔ جو خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ناپاک ارادے رکھتے تھے۔ پھر سب دیکھ رہے ہیں کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے توں توں آسمان خلافت کا یہ آفتاب زیادہ روشن، زیادہ تابندہ اور زیادہ درخشاں ہی ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کی کرنیں تاریخ اسلام کے ان گوشوں کو منور کرتی ہیں جن میں ہماری ملکی، قومی، مذہبی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو کی جھلک پائی جاتی ہے۔ جن گوشوں سے ملت اسلامیہ کی مکمل صورت عبارت ہے۔ یہ وہی خلیفۂ دوم ہے جس کے بارے میں اکثر یورپین مصنفین کا خیال ہے کہ اگر ایک عمرؓ اور ہوتا تو ساری دنیا مسلمان ہو جاتی۔ وہ سرکش اور قوی لوگوں کے لیے ایک بپھرا ہوا طوفان بن جاتا تھا۔ لیکن غریبوں، مسکینوں اور کمزور لوگوں کے لیے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے، اس کی شخصیت میں اعتدال و توازن کے اس عنصر نے اسے ایک کامیاب حکمران بنا دیا تھا۔ خدا اور اس کے قانون کی پُرخلوص پابندی نے اسے قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں بالخصوص اور دنیائے اسلام میں بالعموم ایک ایسی اہم شخصیت بنا دیا تھا کہ اس کی موت کے بعد دیر تک نگاہیں اُسے تلاش کرتی رہی تھیں۔

ایران، دمشق، شام، فلسطین کی فتوحات کے بعد بھی عمرؓ نے کبھی اپنے آپ کو لوگوں کے خادم سے زیادہ نہیں سمجھا۔ قادسیہ کی جنگ میں مسلمانوں کی فتحیابی کی خبر سن کر مسلمانوں کے ایک مجمع عام کو خوشخبری سنانے کے بعد کہا۔

"مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں۔ میں خود خدا کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بار میرے سر پر رکھا گیا ہے۔ اگر میں اسی طرح تمہارا کام کروں کہ تم چین سے گھر میں سوؤ تو میری سعادت ہے۔ اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دو تو میری بدبختی ہے میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں لیکن باتوں سے نہیں عمل سے۔"

پھر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ عمرؓ رات کی تاریکیوں میں گھر گھر حاضری دیتا۔ لوگوں کے حالات سے زیادہ سے زیادہ باخبر رہنے کو چپہ چپہ گلی گلی گھومتا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ ایسے مکان کے قریب سے گزرا۔ جہاں سے بچوں کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ مکان کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ تو اندر سے ایک بڑھیا نے پوچھا کون ہے؟ عمرؓ نے یہ بتانے کی بجائے کہ خود دروازے پر خلیفۃ المسلمین موجود ہے۔ پوچھا "بچے کیوں رو رہے ہیں؟"

"بچے بھوکے ہیں اور عمرؓ کی جان کو رو رہے ہیں" جواب آیا۔

عمرؓ خاموشی سے چل دیا۔ بیت المال سے آٹے کی بھری بوری کندھوں پر رکھی اور بڑھیا کے مکان کی طرف چل دیا۔ غلام نے اصرار کیا خلیفۃ المسلمین! لائیے میں اس بوجھ کو اٹھاؤں۔ عمرؓ نے کہا۔ تو قیامت کے روز میرا بوجھ اٹھائے گا۔ اور بوری کندھوں پر ہی رہنے دی۔ بڑھیا کے گھر پہنچا تو دستک دی۔ اندر جا کر آٹے کی بھری بوری رکھ دی۔ چولھے میں خود آگ جلائی۔ اور جب چولھے میں آگ جلاتے ہوئے اس مقدس انسان کی داڑھی زمین پر لگ رہی تھی تو بڑھیا قریب بیٹھی غور سے عمرؓ کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ بڑھیا نے دعا دی۔ اے بیٹا! کاش تو مسلمانوں کا امیر ہو جائے تو اس عمرؓ سے لاکھ درجہ بہتر ہے عمرؓ نے مسکرا کر کہا۔

"بڑھیا! تجھے جب کبھی کسی مدد کی ضرورت ہو تو عمرؓ تیری اسی طرح خدمت کرے گا"۔

وہ سادگی کا دلدادہ تھا۔ کبھی ایک سے زیادہ جوڑے نہیں پہنے۔ اپنے عاملوں سے اس کا یہ عہد ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا۔ وہ عامل بنانے سے پہلے عہد لیتا تھا:۔

"ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، باریک کپڑے نہ پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا، دروازے پر دربان نہ رکھے گا۔ اہل حاجت کے لیے دروازہ کھلا رکھے گا"

یہ تھیں وہ شرائط جو عمرؓ کی حکومت میں کام کرنے والے عہدہ داروں کے سامنے رکھی جاتی تھیں ان شرائط کو مجمع عام میں پڑھ کر سنایا جاتا تھا۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ کسی عامل نے اگر ان شرائط کی خلاف ورزی کی اور عمرؓ نے سزا نہ دی ہو۔ عامل عراق کا ریشمی کرتہ پھاڑ دیا گیا تھا کہ یہ اس کی طرف سے فخر و غرور کا اظہار تھا۔ پھر تاریخ میں ایسے بیشمار واقعات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان شرائط پر کس سختی سے عمل ہوتا تھا اور عمرؓ کی طرف سے کس قدر حفاظت کی جاتی تھی۔

ایک دفعہ اسے بازار میں ایک طرف سے آواز آئی "عمرؓ! کیا عاملوں کے لیے چند قواعد کے مقرر کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ تم کو یہ خبر ہے کہ عیاضؓ بن غنم جو مصر کا عامل ہے باریک کپڑے پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان مقرر ہے"۔

عمرؓ نے سنا اور محمدؓ بن مسلمہ کو بلایا اور کہا عیاضؓ کو جس حالت میں پاؤ ساتھ لے آؤ۔ محمدؓ بن مسلمہ نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو واقعی دروازے پر دربان تھا اور عیاضؓ باریک کپڑے کا کرتہ پہنے بیٹھے تھے اسی ہیئت اور لباس میں ساتھ لے کر آئے۔ عمرؓ نے وہ کرتہ اتروا کر کمبل کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ایک گلہ منگوا کر حکم دیا کہ جنگل میں جا کر بکریاں چراؤ"۔

یہ تھی شان اس عمرؓ کی جسے تاریخ فاروق اعظمؓ کے نام سے یاد کرتی ہے اور جس کا سچا عمل آج بھی ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ جس کا عمل ایک تاریخ ہے۔ جس میں مسلمانوں کیلئے ایک درس عمل موجود ہے۔

مکتوب ملتان

○ لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ ○ بلند آواز ٹرانسسٹر ○ ارباب حکومت توجہ کریں

مؤرخہ ۱۵ بروز جمعہ قبل از دوپہر مدرسہ خیر المدارس ملتان میں یکے بعد دیگرے تین جنازے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب کے حقیقی بھائی مولوی عبدالکریم صاحب مالک صدیقیہ پریس ملتان بقضائے الٰہی فوت ہو گئے تھے اور دوسرے حافظ محمد عثمان صاحب کے بزرگوار والد صاحب حافظ محمد عمر کا جنازہ پڑھا گیا اور تیسرا ایک نابالغ بچے کا جنازہ تھا۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ مرحومین کے صدمہ کے علاوہ اس بات کو بھی دیکھ کر سخت ذہنی کوفت ہوئی کہ فضا میں لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ کی گونج چھا رہی تھی۔ نہ جانے اس بے ہنگم (فل والیوم) کے ریکارڈنگ کے شور سے کتنے مجروح دلوں پر نمک پاشی ہو رہی ہوگی۔

علاوہ ازیں بیرون دہلی گیٹ محلہ محلہ سادات ملتان کے ایک مکان میں بھی شادی کی تقریب میں لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ دن سے جاری تھی۔

اندریں حالات محترم گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ کے اجازت نامے جاری کرنے والے افسران کے لیے کوئی ایسا ضابطہ اخلاق جاری فرمائیں کہ جس سے عوام کے جذبات و احساسات کا تحفظ ہو سکے۔ قرب و جوار کے طالب علموں، بیماروں اور غم زدہ لوگوں کے لیے یہ انتہائی اذیت ناک اور تکلیف دہ بات ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ وقت اور آواز کی پابندی کیے بغیر دشمن کی اندھا دھند فائرنگ کی طرح لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ کا پروگرام کئی کئی دن سمع خراشی کا باعث بنا رہتا ہے۔ اور اس دوران بعض انتہائی فحش اور مخرب اخلاق ریکارڈ فضا کو مسموم کرتے رہتے ہیں۔

کیا حکومت کا کوئی اعلیٰ افسر اس بات کو پسند کرے گا کہ ان کی مصروفیات یا آرام کے اوقات میں کوئی سر پھرا تانگے پر لاؤڈ سپیکر لاد کر سرکاری دفاتر یا کوٹھیوں کے سامنے شور و غل برپا کرتا پھرے۔

اسلامی مملکت کے مسلمان حکمرانوں کو خصوصی طور پر ہمسایوں اور اہل محلہ کی دل آزاری کرنے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرنا نہایت ضروری ہے پنجابی کا ایک مشہور مقولہ ہے "جنج پرائی احمق نا‌چے" گویا شادی کسی کے گھر میں ہو اور پریشان دوسروں کو کیا جائے۔ یہ کیسا انصاف ہے۔ اگر شادی میں لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ عوام کے بنیادی حقوق میں شامل ہو چکی ہو تو ان لوگوں کو اپنے مکان کے صحن میں سپیکر ہارن رکھ کر اپنے گھر والوں کے کانوں میں ہی یہ امرت رس گھولنا چاہیے اور نغمات کے منحوس ترنم سے دوسرے مسلمانوں کی سمع خراشی نہ ہونی چاہیے۔

بلند آواز ریڈیو ٹرانسسٹر

بیچارے ریڈیو اسٹیشن والے تو اکثر اپیل کرتے رہتے ہیں کہ ریڈیو آہستہ بجائیے، ریڈیو آہستہ بجائیے مگر ان کی کون سنتا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اکثر نماز کے اوقات میں لوگ بغل میں دبائے ٹرانسسٹر بجاتے ہوئے نمازیوں اور تلاوت قرآن مجید میں مصروف مسلمانوں کا منہ چڑاتے ہوئے گزر جاتے ہیں لیکن لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ تو مسلسل خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہی ہوتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں بعض لوگ زمین میں غرق ہوں گے اور ان کی صورتیں بھی مسخ ہوں گی۔ یہ عذاب تب ہوں گے جب گانے والی عورتیں اور آلات لہو (باجے وغیرہ) ظاہر ہوں گے۔

اور فرمایا۔ گانے اور باجوں سے مجھے میرے رب نے مجھے ہاتھ اور منہ سے بجائے جانے والے (ہر قسم کے) باجوں کو مٹا دینے کا حکم دیا ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ —— اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اس شخص پر جو گانے بجانے کا کام کرے یا اپنے گھر میں اس کا اہتمام کرے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

وائے ناکامی مسلمانوں میں غیرت نہ رہی
پاس مذہب نہ رہا دین سے الفت نہ رہی

غمزدہ فقیر عبدالواحد بیگ مرحوم
محلہ سادات ملتان شہر

جو شخص نماز نہیں پڑھتا اُسے حشر کے دن اندھا اٹھایا جائے گا

دُعا سے حکمِ قضا ملتوی ہو جاتا ہے۔ اور۔ نماز انسان کو گناہوں سے روکتی ہے

نماز کی رحمتیں اور برکتیں

مرتبہ: الحاج سید عبد الحمید فانی

• بے شک نماز ایمان والوں پر ایک مقررہ وقت پر فرض ہے (قرآن پاک)

• تحقیق کہ نماز انسان کو بُری باتوں سے اور فحش باتوں اور گناہوں سے روکتی ہے (قرآن پاک)

• نماز ذریعہ نجات ہے (قرآن پاک)

• نماز جنت کی کنجی ہے (بخاری)

• ترک نماز کفر ہے۔ (مشکوٰۃ)

یہاں اس چیز سے گریز کیا جاتا ہے کہ نماز کی ترکیب کیا ہے اور ادائیگی کس طرح ہے اور یہ کب اور کیوں اور کب فرض کی گئی۔ اور اس کا پھل کیا ہے اور کس طریقے سے نماز پڑھی جائے؟ نماز میں اگر ترجمہ عربی کے الفاظ کا یاد ہو تو بہت بہتر ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ہم کس کے لیے نماز پڑھ رہے کیا پڑھ رہے ہیں۔ اور کیوں پڑھ رہے ہیں۔ نماز اطمینان قلب کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ مسلمان بڑی تعداد میں نماز کو بطور رسم و رواج ادا کرتے ہیں۔

نماز کی تاریخی حقیقت

نماز ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل حضور انورؐ پر ایام معراج میں فرض ہوئی اور حضور اقدسؐ نے معراج سے لوٹ کر فرمایا

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ

مومنوں کے لیے نماز ہی معراج ہے

نماز کیا ہے؟

نماز ایک دعا ہے توجہ الی اللہ کا نام نماز ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ دعا کرنی بھی داخل عبادت ہے پھر یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ ساری نماز ایک دعا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تمجید و ثنا ہے جو حسن طلب ہے۔

نماز میں لذّت

یوں تو دنیا کی ہر چیز میں لذت ہے مگر نماز میں جو لذت ہے وہ کسی چیز میں نہیں۔ انتہائی سرور بشرطیکہ نماز اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور سمجھ کر پڑھی جائے کسی دنیاوی خوف سے نہیں۔ حضور اکرمؐ فرمایا کرتے تھے اے بلال! نماز کے لیے تکبیر کہو تاکہ ہم نماز سے لذت و آرام حاصل کریں۔

حدیث زاد المعاد

نماز کے بارے میں ارشادات

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے (۲) نماز جنت کی کنجی ہے (بخاری) ۳۔ نماز جمعہ نہ پڑھنے والا منافق ہے (مشکوٰۃ) کفرستان میں نماز ضرور پڑھو (اللہ تعالیٰ) ۵۔ نماز نہ پڑھنے والا اور عبادت نہ کرنے والا مردہ ہے (بخاری) حضورؐ نے فرمایا ترک نماز کفر ہے (مشکوٰۃ) ۷۔ مسلمان اور کافر میں نماز کا فرق ہے۔ (مشکوٰۃ) ۸۔ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نماز سے کشف اور الہام ہونے لگتا ہے (مشکوٰۃ) ۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو وقت یعنی فجر اور عشاء کے نمازی اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں (مشکوٰۃ) ۱۰۔ فرمایا فجر کا نمازی ایمان کا علمدار ہے۔ ۱۱۔ حضور انورؐ نے فرمایا کہ شب کے آخری حصہ کی دو رکعتیں اس قدر قیمتی ہیں کہ ان کے معاوضہ میں دنیا و مافیہا کی نعمتیں میرے سامنے ہیچ ہیں۔ (صحیح مسلم) ۱۲۔ اچھے نمازی سے اللہ تعالیٰ کی بخشش کا وعدہ ہے (مشکوٰۃ) ۱۳۔ پنجوقتہ نماز روزانہ غسل کی مثال ہے (۱۴) نماز سے گناہ پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔ (۱۵) نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے (۱۶) نماز دین کا ستون ہے (ترمذی) ۱۷۔ حضورؐ نے فرمایا سب سے اچھا کام نماز ہے

دکھاوے کی نماز شرک

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھاوے کی نماز شرک ہے (ابن ماجہ) ریاکار نمازی مشرک ہے۔ (موطا)

قرآن پاک میں سات سو جگہ احکام نماز

قرآن پاک کا ترجمہ و تفاسیر دیکھنے پر پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات سو جگہ نماز پڑھنے اور قائم کرنے کے احکام جاری فرمائے ہیں۔

نماز لیٹ کر اور بیٹھ کر اور اشاروں سے

نماز یہی نہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے بلکہ اگر معذوری ہے۔ سفر میں خدشہ ہے یا خوف ہے یا سواری پر بھی نماز ہوتی ہے لڑائی میں ایسی جنگ کے موقع پر نماز باری باری صفوں کر کے پڑھائی جاتی ہے۔ لیٹ کر نماز ہوتی ہے اور اگر لیٹ کر نماز پڑھنے کی تاب و طاقت نہ ہو تو اشاروں سے بھی نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

نماز سے پہلے وضو یا غسل

وضو کی ترکیب: نیت وضو کر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے پھر تین کلیاں کرے اور مسواک کرے، ناک میں پانی چڑھاوے پھر منہ اور پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کنپٹیوں تک دھوئے ہاتھ کہنیوں تک دھوتے پھر پورے سر کا مسح کرے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے اور بعد دوم کلمہ شہادت پڑھے۔

غسل کا مسنون طریقہ

نیت غسل کی کرے یعنی غسل احتلام یا جنابت کا غسل یا غسل جمعہ ہے یا غسل عیدین ہے یا غسل سنت ہے پہلے دونوں ہاتھ کلائیوں تک اچھی طرح دھوئے، پھر استنجا کرے پھر آگے پیچھے سے فراغت سے بیٹھ کر جو نجاست بدن پر ہو اسے دھوئے پھر وضو کرے پھر کلی معہ غرارہ کرے اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالے اور بالوں کی جڑوں کو تر کرے اور پھر تمام بدن پر پانی بہائے ایسا کہ کوئی جگہ ایک بال برابر بھی خشک نہ رہنے پائے۔ غسل فرض ہونے کے پانچ سبب ہیں۔ صحبت کرنے یا جماع کرنے سے ۲۔ سوتے میں بدخوابی سے۔ ۳۔ منی کے کود کر نکلنے یا شہوت سے۔ ۴۔ عورت کے ہر مہینہ خون دیکھنے سے جس کی مدت تین یا سات دن ہے۔ ۵۔ عورت کے بچہ پیدا ہونے کے بعد یعنی نفاس سے جس کی مدت عموماً چالیس دن ہے۔

وضو ٹوٹنے کے وجوہات

(۱) بول براز و حدث وغیرہ سے (۲) آواز سے قہقہہ نماز کے اندر ہنسنے سے (۳) لہو پیپ بہنے سے یا آگے پیچھے سے ہوا نکلنے سے (۴) نشہ سے بے ہوش ہو جانے سے (۵) دیوانہ ہو جانے سے (۶) منہ بھر قے کرنے سے (۷) تکیہ لگا کر سونے سے۔

اوقات نماز و اقسام نماز

(۱) فجر۔ صبح صادق کے بعد (۲) ظہر۔ زوال کے بعد (۳) عصر۔ دو مثل (ڈبل سایہ) گزرنے کے بعد (۴) مغرب۔ غروب آفتاب ہوتے ہی (۵) عشا۔ شفق غروب ہونے کے بعد۔ جمعہ زوال کے بعد۔ سال میں دو مرتبہ۔ عیدین آفتاب طلوع ہونے کے بعد۔ عید الفطر میں اور عید الاضحٰی میں جلدی کرنا افضل ہے۔

نمازوں کی ترکیب اور ادائیگی

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت، نفل (مستحب)

(۵) واجب (الف) اگر فرض چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی (ب) واجب کے ترک کرنے سے سجدۂ سہو آتا ہے (ج) سنت کے ترک کرنے سے ثواب کم ہوتا ہے (د) مستحب (نفل) ترک کرنے سے کوئی گناہ نہیں۔ اور ادا کرنے سے ثواب ہے۔

نماز کے لیے اذان

جو الفاظ موذن اذان میں کہتا ہے سننے والوں کو وہی الفاظ زبان سے ادا کرنا چاہیے۔ سوائے حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح جن کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے اور وہی اذان ہے جو بچہ کی پیدائش کے وقت کانوں میں پڑھ کر سنائی جاتی ہے اذان کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اللّٰھم ربّ ...... لاتخلف المیعاد۔ ترجمہ اے مالک اس بلاوے کامل اور نماز قائم ہونے کے۔ دے محمدؐ کو وسیلہ اور رتبہ اور درجہ بلند اور کھڑا کر مقام محمود پر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا اور نصیب کر شفاعت اس کی قیامت کے دن۔ تحقیق کہ تو نہیں کرتا خلاف وعدے کے۔

نماز جمعہ

ہر مسلمان مرد جو تندرست مقیم اور شہر میں ہو اور اپاہج بھی نہ ہو اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔ نماز کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا ہے۔ جمعہ کی نماز پڑھ لینے سے ظہر کی نماز ذمہ کی اتر جاتی ہے۔ جمعہ کی نماز کے امام کو خطبہ پڑھنا اور کم از کم تین آدمی کی جماعت ہونا شرط ہے بغیر ان دونوں باتوں کے جمعہ نہیں ہوتا۔ جمعہ کے فرض دو رکعتیں ہیں۔ جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا اور خاموش بیٹھ کر سننا ضروری ہیں۔

نماز تراویح

ماہِ رمضان المبارک میں عشا کے فرض وغیرہ پڑھنے کے بعد وتروں سے قبل بیس رکعتیں پڑھنی سنت ہیں۔ افضل یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور قرآن شریف سنانے کی اجرت لینا، دینا دونوں مکروہ ہیں۔ نیز مقتدیوں کو امام کی نیت باندھ لینے کے بعد دیر تک کاہلی سے بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ فرض نماز ایک امام کے ساتھ پڑھ لینا جائز ہے۔ وتر کی تین رکعت تراویح کی نماز پڑھنے کے بعد ادا کرے

تیمّم کیا ہے

تین میل دوری تک پانی دستیاب نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو۔ تو تیمم کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ التیمم لرفع الحدث ایسا کہ پاک مٹی پر ہاتھ مار ور اور منہ پر مل لو اور ہاتھ کو کہنیوں تک خلال کر لو۔ اس کے بعد نماز پڑھو۔

نماز میں تنظیم کا سبق

دراصل نماز پنجوقتہ اس لیے فرض کی گئی کہ مسلمان پانچ وقت مسجد میں جمع ہو کر اللہ کو یاد کریں اور اپنے اجتماعی درد دکھ اور مصیبتوں کا علاج کریں۔ اسی طرح ہر جمعہ ایک جامع مسجد میں جمع ہو کر اپنے اللہ کو یاد کریں اور اس طریقہ سے سال میں دو مرتبہ شہر یا بستی سے باہر جمع ہو کر عیدگاہ میں نماز پڑھیں اور پھر تمام عمر میں کم از کم اگر صاحب حیثیت ہوں تو تمام دنیا کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر یعنی حج بیت اللہ کے لیے جائیں۔ اور وہاں تنظیم کا مظاہرہ کریں۔ دراصل نماز باجماعت کا ہی حکم ہے اور وہ بھی مسجد میں اور اگر کوئی مجبوری ہو تو کوئی جرم نہیں اس لئے کہ دین میں تشدد و جبر نہیں ہے۔ حضورؐ نے نماز باجماعت پڑھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن صحابہؓ سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری طبیعت چاہتی ہے کہیں موذن کو کہہ دوں کہ اذان دیوے (کہے) اور نماز پڑھنے سے پہلے جتنے لوگوں نے اپنے گھروں میں اذان کی آواز سنی ہے اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آئے ان کے گھروں پر جاؤں اور ان کو آگ لگا دوں لیکن میں اس لیے ایسا نہیں کرتا کہ ان کے گھروں میں ان کے بے گناہ بچے اور بیویاں بھی ہوں گی۔

مختلف نوافل

علاوہ ان نمازوں کے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے نفل نمازیں بے شمار ہیں۔ اگر فرصت ملے اور یہ بھی ادا ہو سکیں تو کارِ ثواب ہی ہے اگر پڑھیں تو فائدہ نہ پڑھیں تو نقصان نہیں ہے مثلاً اشراق کی نماز سورج نکلنے کے بعد دو گھنٹہ یعنی آٹھ بجے کے قریب، چاشت کی نماز تقریباً نو بجے دن صلوٰۃ الخوف یعنی کسی قسم کا خوف اور ڈر وغیرہ کے موقع پر دو رکعت، صلوٰۃ السفر سفر پر جاتے وقت اور سفر سے واپسی پر دو رکعت، صلاۃ الاوابین۔ مغرب کے وقت تہجد کی نماز آدھی رات گزرنے کے بعد صبح کی نماز سے قبل تک چار آٹھ یا بارہ رکعتیں وغیرہ وغیرہ۔

نماز جنازہ

نیت نماز جنازہ کی یہ ہے نویت ان اودی...... اللہ اکبر۔ ترجمہ: میں نیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لیے معہ چار تکبیروں کے نماز جنازہ ادا کرنے کی۔ تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے اور درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور دعا اس میت کے لیے اس امام کے پیچھے اقتدا کی میں نے کعبہ شریف کی طرف رخ کیا اللہ سب سے بڑا ہے کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں تک پھر زیر ناف ہاتھ باندھے اور پڑھے۔ سبحانک اللّٰھم...... غیرک۔ ترجمہ: اے اللہ تو قدوس ہے، خوبیوں والا۔ اور تیرا نام اونچا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیری خوبی بڑی ہے اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے۔ پھر زبان سے اللہ اکبر کہہ کر (ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں)، پڑھے اللّٰھم صل علی...... حمید مجید ترجمہ: اے اللہ حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر رحمت نازل فرما جیسے کہ رحمت کی تو نے اور سلامتی اور برکت اور نہایت ہی شفقت حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر نازل فرمائی یقیناً تو خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے)، زبان سے کہے اللہ اکبر (ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں) اور پڑھے اللّٰھم اغفر لحینا...... علی الایمان۔ ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں اور ہمارے حاضر اور غائب چھوٹے اور بڑے مرد اور عورت سب کو بخش دے۔ اے اللہ ہم سے جس کو زندہ رکھے دین اسلام پر رکھ اور جس کو موت دے ہم میں سے ایمان ہی پر مار۔ اگر میت لڑکا ہو تو بجائے اس دعا کے یہ دعا پڑھے۔ اللّٰھم اجعلہ...... مشفعاً۔ ترجمہ: اے اللہ ہمارے لیے اس کو میر منزل بنا دے اور کر اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ۔ اور ہماری سفارش کرنے والا، اور سفارش کیا گیا بنا دے۔ اور اگر میت لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اللّٰھم اجعلھا لنا...... مشفعۃ۔ اے اللہ اس کو ہمارے لیے میر منزل بنا دے اور اسے ہماری سفارش کرنے والی اور شفاعت کی گئی قبول کر۔ پھر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

بقیہ: اخبار و افکار

حکومت کو کوئی اشتعال انگیزی نظر نہیں آتی؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

بہرحال ہم حکومت سے عرض کریں گے کہ وہ اپنے ایسے لاپالکوں اور بیرونی استعمار کے گماشتوں کو ان حرکات سے باز رکھے، ان سے ان کے خلاف غیظ و غضب کی فضا تیار ہو گئی ہے اور عدم اظہار کی صورت میں یہ غیظ و غضب لاوا بن کر اندر ہی اندر پکتا رہتا ہے جو کسی دن آتش فشاں بن کر پھوٹ سکتا ہے یا پھر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس سے ایک تو خود ان کے وہ حوصلے پست ہو جائیں گے جو ان میں امت مسلمہ کے عقاید سے کھیلنے کا عزم پیدا کرتے ہیں، دوسرے مسلمانوں کے جذبات میں بھی ان کے متعلق اعتدال اور ٹھہراؤ پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ موجودہ صورت حال کا میں تو جذبات کے بھڑکنے ہی بھڑکتے کا امکان ہے جیسا کہ مذکورہ سوال و جواب کے مضمرات و عواقب سے واضح ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور)

بقیہ: شذرات

ہر محب وطن شخص کو "غدار" کے القاب سے نوازا اور مسلم لیگی رہنماؤں کی بدعنوانیوں کی نشاندہی کو انہوں نے پاکستان دشمنی پر محمول کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ان حضرات کی چشم بصیرت وا ہو گئی ہے اور انہوں نے خود ہی اعتراف صداقت کر لیا ہے۔ سوال اب یہ رہ جاتا ہے کہ ملک کو اس خطرناک موڑ تک پہنچانے والوں کو پھر بھی یہ کیوں زیب دیتا ہے اور وہ کس منہ سے اب کئی دھڑوں میں مختلف ناموں سے مسلم لیگ کو زندہ کرنے کی کوششوں میں لگے ہوتے ہیں۔

انہیں چاہیے کہ مسلم لیگ کے بجائے اب وہ کسی دوسری جماعت کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اللہ ان کا حامی و ناصر ہے۔

مجاہد سرحد مولانا سید گل بادشاہ کے انتقال پر پورے صوبہ سرحد میں اظہارِ رنج و غم

سیاسی، سماجی اور ممتاز دینی رہنماؤں کی طرف سے خراج تحسین اور دعاءِ مغفرت

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر اور متحدہ جمہوری محاذ صوبہ سرحد کے صدر ممتاز عالم دین اور جنگ آزادی کے عظیم مجاہد مولانا سید گل بادشاہ کی وفات پر ممتاز سیاسی سماجی رہنماؤں اور دینی حلقوں نے گہرے رنج وغم اور صدمے کا اظہار کیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا مفتی محمود، نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خان، سابق صوبائی گورنر ارباب سکندر خان خلیل جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے صوبائی امیر جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور اور دوسرے رہنماؤں نے اپنے تعزیتی پیغامات میں مولانا مرحوم کی قومی اور دینی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے

مولانا مفتی محمود

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود نے اپنے بیان میں کہا کہ مولانا سید گل بادشاہ عالم باعمل اور مجاہد قوم تھے۔ وہ قیام پاکستان سے قبل بھی جمعیۃ علمائے ہند کے صوبائی صدر رہے تھے۔ اور قیام پاکستان کے بعد سے لے کر تادم حیات وہ صوبہ سرحد میں جمعیت کے صدر رہے۔ انہوں نے قیام پاکستان سے پہلے آزادی کی خاطر تین سال جیلوں میں گزارے اور آزادی کے بعد خان قیوم نے انہیں سات سال تک جیل میں رکھا۔ انہوں نے ان تمام مصائب کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ نے کہا کہ مولانا ایک طویل مدت سے بیمار چلے آرہے تھے تاہم وہ اپنی ہمت اور پامردی سے حالات کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آخرکار موت کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ چلی اور اپنے خالق حقیقی کے حضور میں حاضر ہو گئے۔

مولانا عبدالحق ایم این اے

مولانا عبدالحق ایم این اے اکوڑہ خٹک نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ مولانا مرحوم کی وفات سے دینی اور سیاسی میدان میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ مرحوم نے جنگ آزادی کے دوران عظیم خدمات انجام دیں۔ جس کی وجہ سے کئی بار ان کو جیلوں کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ مولانا عبدالحق نے کہا کہ مولانا مرحوم نے اپنی تمام عمر اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلامی قانون کے نفاذ کی کوششوں میں صرف کی اور رہبر باطل نظام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مولانا عبدالحق نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے آغوش رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان و احباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

صاحبزادہ عبدالباری جان

صاحبزادہ عبدالباری جان ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد، حافظ حسین احمد، حافظ گل رحیم، مولانا فقیر محمد خان آف بنگرام، محمد ایاز آفس سیکرٹری ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا سید گل بادشاہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کے عظیم مجاہدانہ کارنامے ناقابل فراموش ہیں اور مولانا کی وفات سے جمعیت علماء اسلام ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو چکی ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

نیپ ضلع پشاور

مسٹر محمد افضل خان افضل سیکرٹری اطلاعات نیشنل عوامی پارٹی تحصیل پشاور کی اطلاع کے مطابق آج تحصیل پشاور نیپ کا ایک تعزیتی اجلاس ضلع پشاور نیپ کے دفتر واقع شاہی باغ پشاور میں منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا سید گل بادشاہ مرحوم کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سید میر مہدی شاہ مہدی صدر نیشنل عوامی پارٹی ضلع پشاور نے مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی اور کہا کہ مرحوم جنگ آزادی کے نامور مجاہد اور نڈر سپاہی تھے ممتاز عالم دین ہونے کے علاوہ ایک ذہین سیاسی لیڈر تھے۔ آخر میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی گئی کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس سلسلے میں کل دارالعلوم حقانیہ میں چھٹی رہی اور اکثر طلبہ اور مدرسین ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کے لیے ان کے گاؤں سواریاں چلے گئے۔ اور بعد میں ان کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے ختم قرآن مجید کیا گیا۔

جامعہ اشرفیہ پشاور

دفتر جامعہ اشرفیہ میں مولانا مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔ مرحوم کی رفع درجات کے لیے دعا کی گئی اور ان کے پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

مولانا محمد اشرف علی قریشی

خطیب سرحد مولانا محمد اشرف علی قریشی ایڈیٹر صدائے اسلام نے حضرت مولانا سید گل بادشاہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم ایک عظیم انسان تھے انہوں نے جنگ آزادی میں بڑی پامردی کے ساتھ کام کیا تھا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مولانا مرحوم نے عملی سیاست میں حصہ لیا اور آخردم تک ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے زبردست جدوجہد کی اور اس راہ میں ہر قسم کی تکالیف کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ متعدد بار جیل گئے۔

مولانا سعید الدین شیرکوٹی

مولانا سعید الدین شیرکوٹی صدر پاکستان جمہوری پارٹی پشاور اور ڈاکٹر سید محمود شاہ خازن جمہوری پارٹی صوبہ سرحد نے حضرت مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیت سرحد کی وفات پر دلی صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم کی دینی حیثیت اور قومی خدمات سرحد کے علماء اور سیاسی رہنماؤں میں ممتاز اور لائق احترام ہیں۔ ان کی اچانک وفات سے بلاشبہ ایک مخلص رہنما کی کمی واقع ہوئی ہے جسے دیر تک محسوس کیا جائے گا۔ مولانا شیرکوٹی اور ڈاکٹر محمود شاہ نے مولانا مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

جمعیۃ علماء اسلام پشاور کے رہنماؤں کا بیان

جمعیۃ علمائے اسلام پشاور شہر کے امیر مولانا محمد حسین نائب امیر ڈاکٹر عبدالرحمان محمد یونس جنرل سیکرٹری فضل دین، مولانا محمد ایوب خان صاحب ہزاری مولانا محمد امیر بجلی گھر، ڈاکٹر فدا حسین سیکرٹری اطلاعات

سرحد نے مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے سوگوار خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ایک عظیم مجاہد انسان تھے جن کی بدولت صوبہ سرحد میں جمعیت کی تنظیم پروان چڑھی ہے۔ مولانا کی اچانک وفات سے جمعیۃ علماء اسلام ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گئی ہے۔ شاید ہی اس کا متبادل مل سکے۔ انہوں نے دعا کی کہ مولانا گل بادشاہ کو خداوند کریم جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

خان بہادر خان ایڈووکیٹ

متحدہ جمہوری محاذ صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری خان بہادر خان ایڈووکیٹ نے جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد اور متحدہ جمہوری محاذ صوبہ سرحد کے صدر جناب مولانا سید گل بادشاہ کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں جناب مولانا سید گل بادشاہ کی وفات کو جمعیۃ علماء اسلام اور متحدہ جمہوری محاذ کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا ہے۔ مسٹر خان بہادر ایڈووکیٹ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مولانا سید گلبادشاہ ایک نہایت مخلص سیاسی راہنما تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ قومی کاموں میں صرف کیا اور اس سلسلے میں انہیں کئی مرتبہ جیل بھی جانا پڑا۔ خان بہادر ایڈووکیٹ نے جمعیت کے کارکنوں اور مرحوم کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کیا ہے اور اللہ تعالےٰ سے دعا کی ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

سٹی نیپ کے جنرل سیکرٹری فضل الرحمان آفریدی جمعیۃ علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری نصر اللہ جان اعوان جمعیۃ کے کارکنان محمد شفیق پوپلزئی، مسٹر عبدالعزیز ملک عبداللہ، خواجہ پرویز احمد اور مولانا محمد امین نے بھی مولانا سید گل بادشاہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کا انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی میں بہت حصہ تھا اور دینی تعلیم کے لحاظ سے بھی عالم فاضل تھے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

جمعیۃ علماء اسلام ہری پور

ہزارہ: جمعیۃ علماء اسلام انڈسٹریل ایریا ہری پور کے صدر مولانا عبدالرزاق، ناظم اعلیٰ عبدالقیوم، سیکرٹری نشر و اشاعت حمید احمد اور نائب سیکرٹری سردار اورنگ زیب خان، آفس سیکرٹری دلاور خان جدون اور پرویز خان نے مشترکہ بیان میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر اور متحدہ جمہوری محاذ کے صدر حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

عہدے داران جمعیۃ نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا کی وفات کو عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ مولانا مرحوم کو اللہ تعالےٰ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

چوھدری غلام محمد امرتی

حضرت ابراہیمؑ کا قبیلہ

حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے دنیا کے نقشہ کا یہ حال تھا کہ سرزمین مصر وقت کے تہذیب و تمدن کا مرکز بن چکی تھی۔ اس کے اطراف و جوانب کی قومیں ابھی تمدن و تہذیب سے آشنا نہیں ہوئی تھیں اور صحرا نشینی و بدویت کی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ مصر سے ایک قریب تر علاقہ وہ تھا جو آگے چل کر فلسطین کے نام سے مشہور ہوا۔ اور جسے خاکنائے سینا نے سرزمین افریقہ سے ملا دیا ہے۔ اس علاقہ کی تمام پچھلی آبادیاں مٹ چکی تھیں۔ اب محض ایک صحرائی علاقہ تھا جو مویشیوں کے لیے چراگاہ کا کام دیتا تھا۔ اور مختلف بدوی قبائل وہاں بود و باش رکھتے تھے۔ انہی قبائل میں سے ایک چھوٹا سا قبیلہ حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا بھی تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظہور تمدن قدیم کے ایک دوسرے مرکز یعنی سرزمین دجلہ و فرات میں ہوا تھا۔ انہوں نے وہاں سے ہجرت کی اور کنعان میں مقیم ہو گئے۔ کنعان سے مقصود وہ علاقہ ہے جو بحر میت کی مغربی جانب واقع ہے اور دریائے یردن سے سیراب ہوتا ہے۔ توراۃ میں ہے کہ انہوں نے یہ علاقہ وحی الٰہی سے منتخب کیا تھا اور اللہ نے فرمایا تھا تو جس جگہ کھڑا ہے اسی جگہ چاروں طرف دیکھ یہ تمام ملک میں تجھے اور تیری نسل کو دوں گا اور تیری نسل کو میں خاک کے ذرّوں کی مانند بنا دوں گا۔ اور اگر کوئی خاک کے ذرّوں کو گن سکتا ہے تو تیری نسل بھی گن لی جائے گی۔

قرآن نے بھی جا بجا اس بشارت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ یہاں مقیم ہو گئے تو وقتاً فوقتاً انہیں اور بشارتیں بھی ملتی رہیں ان تمام بشارتوں کا ماحصل یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں امتوں کا پیشوا اور نسلوں کا مورث اور انبیاءؑ کا جد بنایا ہے اور ان کی نسل کو اپنی برکتوں کے لیے چن لیا ہے۔ جب تک ان کی نسل ظلم و ضلالت سے آلودہ نہ ہو گی وعدہ کی برکتوں کی مستحق رہے گی۔ یہ بشارتیں اس خاندان میں اللہ کا عہد سمجھی جاتی تھیں۔ یعنی اللہ کا وعدہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ خاندان کا ہر بزرگ اسے محفوظ رکھتا اور پھر اپنے وارث کو اس کی وصیت کر دیتا تھا۔ یہ عہد دو باتوں پر مشتمل تھا ایک یہ کہ نسل ابراہیمی اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور اس کی دعوت دے گی۔ دوسری یہ کہ اللہ اسے برکت دیگا اور اس کی دعوت کامیاب ہو گی۔ قرآن نے ان تمام بشارتوں کا جا بجا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۲۴ اور ھود کی آیت ۷۱ میں یہ دو بشارتیں گذر چکی ہیں۔ توراۃ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت ابراہیمؑ کو ایک خاص واقعہ کی خبر دی گئی تھی یعنی یہ کہ تیری اولاد ایک ایسے ملک میں جائے گی جو ان کا ملک نہ ہو گا وہاں لوگ اسے غلام بنا لیں گے اور وہ چار سو برس تک وہاں رہے گی۔ حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ حضرت اسمٰعیلؑ حجاز میں بس گئے اور حضرت اسحٰقؑ کنعان میں خاندان کے جانشین ہوئے۔ چنانچہ حضرت اسحٰقؑ سے حضرت یعقوبؑ پیدا ہوئے۔ یہ پہلے حاران گئے تاکہ اپنی خالہ زاد بہن سے نکاح کریں پھر بیس برس کے بعد واپس کنعان آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ توراۃ میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نسل ابراہیمیؑ کا عہد ان سے تازہ کیا تھا۔ اور قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ فلسطین کے تمام علاقہ کی طرح حضرت یعقوبؑ کے خاندان کی زندگی بھی بالکل بدویانہ زندگی تھی کیونکہ وہ مویشی چراتے تھے اور ان کے گوشت، اون اور دودھ پر گزران کرتے تھے۔ لیکن اسی علاقہ سے تھوڑے فاصلہ پر مصر کی سرزمین تمدن و تہذیب میں شہرۂ آفاق ہو رہی تھی اور ایک بڑی مملکت کی پایہ تخت تھی۔ اسی کا دارالحکومت وقت کے علوم و صنائع کا مرکز تھا اور وہاں کے باشندوں میں شہریت و امارت کی خصوصیتیں نشو و نما پا چکی تھیں۔ جیسا کہ قاعدہ ہے۔ مصر کے لوگ اپنے آپ کو متمدن اور ترقی یافتہ سمجھتے اور اطراف و جوانب کے بدویوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے۔ خصوصاً کنعانی اور ایراقی ان کی نگاہوں میں بڑے ہی ذلیل تھے وہ انہیں چرواہا کہہ کر پکارتے اور اس قابل نہ سمجھتے کہ اپنی مجلسوں میں جگہ دیں۔ یہ بات بھی ان میں عام تھی کہ کوئی مصری کنعانی کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا نہ کھاتا اور پھر مصر کے دیہاتی بھی انہیں اسی درجہ برا سمجھتے کہ اپنی آبادیوں میں ان کا بسنا گوارا نہ کرتے۔

مرزائیوں نے فورٹ سنڈیمن میں قرآن مجید کے تحریف کردہ نسخے تقسیم کیے

نیپ، جمعیت اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتجاجی جلوس نکالا

سابق ڈپٹی سپیکر مولوی شمس الدین نے خود کو بطور احتجاج گرفتاری کے لیے پیش کیا !!

کوئٹہ ۱۵ جولائی (اپ پ) یہاں سے تقریباً دو سو میل دور شمال میں ضلع ژوب میں فورٹ سنڈیمن کے مقام پر کل ایک شخص کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ پولیس نے اب تک ۱۹ افراد کو گرفتار کر لیا ہے اور مزید تحقیقات جاری ہیں۔ یہاں موصول ہونے والی اطلاعات کے متعلق جمعیت علمائے اسلام، نیشنل عوامی پارٹی، مجلس تحفظ ختم نبوت اور بعض دیگر تنظیموں نے مبینہ طور پر قرآن کریم کے مسخ شدہ نسخہ کی اشاعت کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کرنے اور شدید احتجاج کا مظاہرہ کرنے کے لیے کل فورٹ سنڈیمن میں جلوس نکالا اور ہڑتال کا انتظام کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ جلوس کی قیادت بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر مولوی شمس الدین اور بعض دیگر علماء کر رہے تھے جو شخص ہلاک ہوا اس کا نام عبدالرزاق تھا جس کی کریانہ کی دکان تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ مظاہرین نے اس پر الزام لگایا کہ اس نے ہڑتال میں حصہ نہیں لیا تھا۔ چنانچہ اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے مہلک زخم آئے اور طبی امداد نہ ملنے سے قبل ہی وہ چل بسا۔ ژوب کے پولیٹیکل ایجنٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے جلوس نکالنے، جلسے کرنے یا ۵ سے زائد افراد کے جمع ہونے اور شہر میں ہتھیار لے کر چلنے پر دس روز کے لیے پابندی عائد کر دی ہے۔ دریں اثنا کوئٹہ سے نمائندہ جنگ کی اطلاع کے مطابق فورٹ سنڈیمن میں قرآن پاک میں مبینہ طور پر ترمیم تفسیر اور ترجمہ کی غلطیوں کی جسارت کے واقعہ پر آج دوسرے دن بھی ہڑتال رہی۔ پولیس نے گذشتہ روز کے ہنگامہ کے سلسلہ میں ۲۲ افراد کو گرفتار کر لیا جن میں ممتاز علماء کرام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما بھی شامل ہیں۔ آج سینکڑوں افراد کی طرف سے گرفتاری کی پیش کش کی گئی۔ لیکن ان میں سے کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ حالات مکمل طور پر قابو میں ہیں۔ اقلیتی فرقہ کے تین افراد کو متنازعہ قرآنی نسخوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق فورٹ سنڈیمن میں علماء کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ ایک اقلیتی فرقہ کے افراد نے ہفتہ قرآن کی مہم کے سلسلے میں قرآن کریم کے تین ہزار نسخے منگوائے جن میں ترمیم تفسیر، حیات مسیح کے بارے میں غلط بیانی کی گئی تھی جس کے بارے میں مسلمانوں کے تمام مکتبہ فکر کے علماء کو اختلاف تھا۔ علماء نے نماز جمعہ میں اس پر شدید احتجاج کیا اور کل شہر میں مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، نیشنل عوامی پارٹی، پختون زلمے اور تمام مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے جلوس نکالا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر فورٹ سنڈیمن کے پورے شہر میں ہڑتال رہی جلوس کے راستے میں ایک دکان کھلی ہوئی تھی جس پر ایک گروہ نے مشتعل ہو کر دکان کے مالک عزیز کو ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد انتظامیہ نے فرنٹیئر کور کو شہر میں طلب کر لیا۔ اور شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ بعد میں پولیس نے زیر دفعہ ۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹ اور ۳۰۲ تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کر کے ۲۵ افراد کو گرفتار کر لیا جن میں سے ۱۷ کو پوچھ گچھ کے بعد رہا کر دیا گیا۔ گرفتار ہونے والوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم صوفی محمد علی اور نیپ کے ملک صالح محمد بھی شامل ہیں۔ آج بھی فورٹ سنڈیمن میں مکمل ہڑتال رہی۔ دکانیں اور کاروبار بند رہا۔ پولیس نے آج اقلیتی فرقہ کے تین افراد محمد علی، نیاز علی اور اللہ یار کو گرفتار کر لیا۔ جن کے قبضے سے متنازعہ قرآن کریم کے سات سو نسخے برآمد کر کے قبضے میں لے لیے گئے۔ انتظامیہ نے دو روز قبل اقلیتی فرقہ کے تمام افراد کو تحفظ دینے کی غرض سے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔

مولوی شمس الدین نے خود کو گرفتاری کیلیے پیش کر دیا

کوئٹہ ۱۵ جولائی (اپ پ) بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر مولوی شمس الدین اور جمعیۃ علماء اسلام کے بعض دیگر ارکان نے اپنی جماعت کے ۴ ارکان کی گرفتاری کے خلاف بطور احتجاج خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا ہے۔ کوئٹہ سے دو سو میل دور فورٹ سنڈیمن میں ایک شخص عبدالرزاق کو ہلاک کرنے اور فسادات کے الزام میں مولوی مبرک شاہ، ملا اسحاق، مولوی رحمت اللہ اور مولوی عبدالرحمن کو گرفتار کیا گیا ہے۔

یہاں ملنے والی اطلاع کے مطابق مولوی شمس الدین اور ان کے ساتھی فورٹ سنڈیمن کے تھانے کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئے ہیں اور حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ یا تو ان کے ساتھیوں کو رہا کیا جائے یا انہیں بھی گرفتار کر لیا جائے۔ آخری اطلاع ملنے تک مولوی شمس الدین اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

ترجمانِ اسلام لیٹ شائع ہوگا

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے انتخابات میں مصروفیت کے باعث اس دفعہ ہفت روزہ ترجمان اسلام تاخیر سے شائع ہوگا قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (مدیر)

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہوسکے گی۔

(مینجر)

بدلِ اشتراک

سالانہ	اٹھارہ روپے
ششماہی	دس روپے
سہ ماہی	پانچ روپے
فی پرچہ	چالیس پیسے

طبی معلومات

ترپھلے کے مرکبات

آخری قسط

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی (سابق پرنسپل طبیہ کالج لاہور)

ابتک آپ ہلیلہ بہیڑہ اور آملہ کے الگ الگ خواص پڑھ چکے ہیں اس تیسری اور آخری قسط میں ان تینوں ادویات سے تیار ہونے والے چند مرکبات کے نسخہ جات ملاحظہ فرمائیے:۔

ان تینوں پھلوں سے جو معجونیں تیار ہوتی ہیں انہیں اطریفل کہا جاتا ہے۔ یعنی اطریفل ایک قسم کا معجون ہے۔ جس میں ہلیلہ بہیڑہ آملہ بطور جزو اعظم شامل ہوتے ہیں انہیں روغن بادام یا روغن زرد سے چرب کرکے شہد یا چینی کے قوام میں ملایا جاتا ہے۔ اطریفل کو چینی یا شیشہ کے برتن میں رکھنا چاہیئے اور اسے تیار کرنے کے چالیس دن بعد استعمال میں لانا چاہیئے۔

اطریفل اسطوخودوس

یہ اطریفل دردسر، مرگی، نزلہ، مالیخولیا اور دوسرے سوداوی و دماغی امراض میں مفید ہے۔ بالوں کی سیاہی کو قائم رکھتا ہے۔ دماغ کو فضلات سے پاک کرنے میں بے مثل ہے۔

نسخہ:۔ پوست ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ کابلی، پوست بہیڑہ، آملہ منقیٰ، برگ سنامکی، بسفائج، تربد سفید، مصطگی رومی، افتیمون، کشمش، مویز منقیٰ، اسطوخودوس، ہر ایک دو دو تولہ تمام دواؤں کو الگ الگ پیس کر باریک کرکے ملائیں۔ اور روغن بادام دس تولہ میں چرب کرکے ایک سیر شہد خالص کے قوام میں ملا کر اطریفل بنائیں۔

مقدار خوراک:۔ ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک عرق گاؤزبان کے ہمراہ۔

اطریفل دیدان

پیٹ کے کیڑوں کو ہلاک کرتا ہے، معدہ اور آنتوں کو بلغمی رطوبات سے پاک کرتا ہے۔

نسخہ:۔ پوست ہلیلہ زرد، پوست بہیڑہ، آملہ منقیٰ، حب النیل، قسط تلخ، تربد سفید مجوف، ہر ایک پانچ تولہ، کمیلہ، افسنتین، رائی، ترمس، درمنہ ترکی، افتیمون، شحم حنظل، نمک سیاہ، ہر ایک تین تولہ، بائبڑنگ کابلی دس تولہ، سب ادویات کو الگ الگ باریک کرکے ملائیں۔ دواؤں سے تین گنا شہد خالص کے قوام میں ملا کر اطریفل تیار کریں۔

مقدار خوراک ۹ ماشہ سے ایک تولہ تک بوقت صبح پانی کے ساتھ دیں اور تین روز بعد روغن بید انجیر ۵ تولہ ملا کر پلائیں تاکہ نیم مردہ کرم خارج ہوجائیں۔

اطریفل زمانی

نزلہ زکام، امراض چشم، مالیخولیا، دردسر، قولنج، اور قبض کو دور کرتا ہے۔

نسخہ:۔ پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ سیاہ، سقمونیا، گل بنفشہ، کشنیز خشک، تربد سفید مجوف، ہر ایک ۵ تولہ، پوست بہیڑہ، آملہ منقیٰ، طباشیر، گل سرخ، گل نیلوفر، ہر ایک ۶ ماشہ، صندل سفید، کتیرا ہر ایک نو ماشہ، روغن بادام ۷ تولہ،

دواؤں کو کوٹ چھان کر روغن بادام سے چرب کرکے الگ رکھیں اور عناب، سپستان ہر ایک پچاس عدد گل بنفشہ تین تولہ کو ایک سیر پانی میں جوش دیں۔ نصف رہنے پر چھان لیں اور خشک دواؤں سے ڈیڑھ گنا مربہ ہلیلہ کا شیرہ اور اس کے برابر شہد خالص ملا کر قوام بنالیں اور تمام دوائیں اس میں ملا کر اطریفل تیار کریں۔

مقدار خوراک: ۶ ماشہ سے ۹ ماشہ تک، اسہال لانے کے لیے ایک تولہ سے دو تولہ تک۔

اطریفل شاہترہ

فساد خون سے پیدا ہونے والے عوارض مثلاً خارش آتشک وغیرہ کے لیے مفید ہے۔

نسخہ: شاہترہ ۵ تولہ، پوست ہلیلہ زرد ۳ تولہ پوست ہلیلہ کابلی ۳ تولہ، پوست بہیڑہ، آملہ منقیٰ ہر ایک ۲ تولہ، برگ سنامکی ایک تولہ، گل سرخ ۹ ماشہ، مویز منقیٰ دس تولہ روغن بادام بقدر ضرورت شہد تین گنا حسب دستور سابق اطریفل بنائیں۔

خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک،

اطریفل غددی

خنازیر یعنی کنٹھ مالا وغیرہ امراض میں مفید ہے۔

نسخہ: بکری یا بھیڑ کی گردن کی گلٹیاں خشک شدہ ۲ تولہ، ہلیلہ سیاہ ۲ تولہ، پوست بہیڑہ، آملہ منقیٰ، تربد سفید ہر ایک تین تولہ، اسطوخودوس، بسفائج ہر ایک دو تولہ، سنا مکی ۲ تولہ، افتیمون ۵ تولہ، شطرنج ہندی، زرنباد، غاریقون، نوشادر، ہر ایک دو تولہ، تج قلمی، سنبل الطیب، قرنفل، الائچی خورد، مصطگی، جائفل ہر ایک ایک تولہ، شہد خالص تین گنا۔ بدستور اطریفل بنائیں۔

مقدار خوراک: ایک تولہ روزانہ عرق گاؤزبان کے ساتھ دیں۔

اطریفل کبیر

دماغ، معدہ اور باہ کو قوت دیتا ہے۔

نسخہ: ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ کابلی، پوست بہیڑہ آملہ منقیٰ، فلفل سیاہ، فلفل دراز، ہر ایک ۵ تولہ، جائفل جاوتری، بوزیدان، جلیبہ، شقاقل مصری، بہمن سفید، بہمن سرخ، کنجد مقشر، خشخاش سفید، مغز حب القلقل اندر جو شیریں، تودری سرخ، تودری زرد، ہر ایک دو تولہ، روغن بادام ۵ تولہ، ترنجبین ایک پاؤ، شہد ایک سیر دواؤں کو کوٹ چھان کر روغن بادام میں چرب کریں شہد اور ترنجبین کا قوام بنا کر اطریفل تیار کریں۔

مقدار خوراک: ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک عرق گاؤزبان کے ہمراہ۔

اطریفل کشنیزی

کان، آنکھ اور سر کے اکثر امراض میں مفید ہے تبخیر کو روکتا ہے اور دماغ کو قوت بخشتا ہے، قبض بواسیر، نزلہ، آشوب چشم اور دردسر کے لیے مفید ہے۔

نسخہ:۔ پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی ہلیلہ سیاہ، پوست بہیڑہ، آملہ منقیٰ، کشنیز خشک منقہ ہر ایک پانچ تولہ، دواؤں کو کوٹ چھان کر روغن بادام سے چرب کرکے تین گنا شہد کے قوام میں تیار کریں۔

مقدار خوراک: ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک۔

ان اطریفلوں کے علاوہ ترپھلے کے سینکڑوں اور مرکبات طب یونانی میں مستعمل ہیں۔ قارئین کرام اس سلسلہ میں شیراز دواخانہ اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور کو جوابی لفافہ لکھ کر ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور ان مرکبات کی تیاری کے سلسلہ میں کوئی دقت پیش آتے تو بھی راقم الحروف سے بذریعہ خط و کتابت معلوم کر سکتے ہیں۔

بقیہ: محبت کے اسباب و آثار

اس کے بعد ایک درجہ ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون قل ان کان اٰباءکم وابناءکم الاٰیۃ۔ یہ سب چیزیں اگر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت کی اجازت ہے مگر غالب محبت پھر بھی ان سے نہ ہونی چاہیئے طبعی محبت ان سے جائز ہے۔ عقلی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو تو ان آیات نے آثار محبت پر دلالت کی حدیث شریف میں ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ الحدیث۔ تو ایمان نام ہوا محبت کا جس قدر محبت ہوگی اس قدر آثار محبت کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ مریدین اپنے شیخ کی ہر چیز کی پیروی کرتے ہیں۔ کلام لباس وغیرہ حضرات صحابہ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف محبت تھا جس کی وجہ سے ان کو آنحضرت کی ادائیں پسند تھیں

رحمدلی

تحریر
مولانا قاری محمد الیاس صاحب
مدرسہ اشرف المدارس
لائلپور

اپنے اور کسی پر رحم کرنا اتنا ضروری ہے کہ آدمی اس کے بغیر کم از کم جنت میں دخول اولی سے تو محروم ہو ہی جاتا ہے بلکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ لا یدخل الجنۃ الا رحیم۔ جنت میں تو رحم کرنے والا ہی داخل ہو گا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تو ہر کوئی رحیم ہے فرمایا رحیم وہ نہیں جو صرف اپنے ہی نفس پر رحم کھائے بلکہ رحیم وہ ہے جو اپنے اور غیر پر رحم کھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اپنے پر رحم کھانا چنداں کمال کی بات نہیں بلکہ دوسروں پر بھی رحم کھانا پورے کمال کی بات ہے مگر افسوس صد افسوس کہ دوسروں پر رحم کرنا تو بجائے خود رہا ہم اپنی جانوں پر بھی رحم نہیں کرتے اس سے زیادہ تباہ کن امر یہ ہے کہ اپنے پر رحم کرنے کے مفہوم سے بھی ہم نا آشنا ہیں۔ آج ہم نے اس کا مفہوم یہ سمجھ رکھا ہے کہ انسان کے شب و روز مال و دولت کی بہتات وکثرت دنیوی عزوجاہ رہائشی، سفری سہولتیں حاصل کرنے میں صرف کر کے انہیں پالے تو گویا اس نے اپنے پر رحم کھایا۔ اپنے بیوی بچوں اعزہ و اقربا پر رحم کھایا حالانکہ من وجہ ان چیزوں کے حصول سے اپنے کو اخروی مصائب کے سامنے پیش کرنا ہے اپنے پر رحم کرنے کے یہ معنی ہیں کہ انسان ترک معاصی اور توبہ کے ذریعے اپنے پر رحم کرے اور اصل رحم بھی یہ ہے۔ ترک معاصی امتثال اوامر اور توبہ وغیرہ کے ذریعے انسان اپنے پر رحم کرے۔

غیر پر رحم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دے۔ جیسا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچایا جائے۔ حتیٰ کہ اگر ہو سکے تو اپنی حوائج کو موقوف کر کے دوسروں کی حاجت برآری کی جائے۔ ایسے ہی لوگوں کی قرآن میں مدح کی گئی ہے۔ یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ اس آیت کے مطابق ایک نہیں بلکہ متعدد مثالیں عہد صحابہ سے پیش کی جا سکتی ہیں اگر یہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم یہ ہے کہ کسی مسلمان سے دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف تو نہ پہنچے۔ شریعت نے تو ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دبہائم (چوپاؤں) پر بھی رحم کرو۔ اور ان پر رحم یہ ہے کہ طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ ان کی بھوک پیاس کا خیال رکھا جائے۔ بموجب قول خداوندی

اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ کبھی چوپاؤں پر رحم — اپنے پر رحم کیے جانے کا موجب بن جاتا ہے

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے مکاشفۃ القلوب میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی شدت پیاس کی وجہ سے بے تاب راستہ میں جا رہا تھا کہ اچانک اس کا گذر ایک کنوئیں پر ہوا وہ اس کنوئیں میں اترا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ وہ باہر نکل آیا اچانک اس نے ایک کتا دیکھا کہ سخت پیاس اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے تر زمین کو پریشانوں کی طرح چاٹ رہا ہے اس کے دل میں رحم آیا اور سوچا کہ جیسے مجھے پیاس لگی تھی ایسے ہی اسے بھی پیاس لگی ہوئی ہے چنانچہ اس نے اپنا ایک موزہ اتارا اور کنوئیں سے بھر کر اس پیاسے کتے کو پلا دیا۔ اللہ جل شانہٗ کو یہ ادا پسند آگئی اور اس شخص کو بخش دیا اور اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔

ناظرین ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے اور اس پر رحم کھانے کے سبب اس آدمی کو بخش دیا۔ کیا انسان اگر مسلمانوں پر رحم کھائے تو اسے نہیں بخشا جائے گا۔ اور اس پر رحم نہ کیا جائے گا۔ ضرور رحم کیا جائے گا۔ اور اس کی لغزشوں کو معاف کیا جائے گا۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ رحم فرمائیں گے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ آپؐ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو کسی سے درگذر نہیں کرتا اس سے بھی درگذر نہیں کیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ آپ نے مجھے کس سبب سے صفی بنایا اللہ نے فرمایا تیرے مخلوق پر رحم کرنے کی وجہ سے +

نعت شریف

ہے جاری فیضِ ربّانی رسولِ پاکؐ کے در پر
ہے شمع پاک نورانی رسولِ پاکؐ کے در پر

یہ حسرت ہے یہ ارماں ہے کہ اپنی زندگانی میں
کروں جا کے میں دربانی رسولِ پاکؐ کے در پر

بعنوانِ محبت میں کسی دن اپنے کانوں سے
سنوں آیاتِ قرآنی رسولِ پاکؐ کے در پر

نہیں آتا یقیں تو دیکھ لو جا کر مدینے میں
سبق ملتا ہے انسانی رسولِ پاکؐ کے در پر

تمہیں معلوم ہے علوی ہمیشہ اہلِ دنیا کو
عطا ہوتی ہے سلطانی رسولِ پاکؐ کے در پر

ایم۔ اے۔ علوی۔ لائلپور

[illegible]